

تیسری آنکھ

مرچو

اے مالکِ کُل میرے والدین پر رحم فرما..... آمین

اے. ایس. صدیقی



تیسری آنکھ



یہ کتاب بین الاقوامی شہر میں کی ایک مشہور کتاب سے ماخوذ ہے۔ ہیرالڈ
شرمین امریکہ کی ایک بہت مشہور شخصیت ہیں جو روحانی تحقیق کے
میدان میں نہایت اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ خصوصاً "چھٹی حس" کے موضوع
پر انہوں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ وہ ایک ایسے تحقیقی ادارے کے

مالک ہیں جو "مالک" کے نام سے مشہور ہیں۔ آمین



یہ کتاب ہماری پچھلی کتاب "چھٹی حس" کا دوسرا حصہ کہی جا
سکتی ہے۔ "چھٹی حس" اردو زبان میں اپنے موضوع کے اعتبار
سے پہلی کتاب تھی۔ جنہوں نے اسے نہیں پڑھا ہے، بہتر ہے وہ اسی
ادارے سے جہاں سے یہ موجودہ کتاب چھپی ہے اسے حاصل

علم حرقہ محفوظ ہے

مرچو

یہ کتاب دراصل اس بارے میں ہے کہ آدمی اپنے اور اس کے
حواس سے کیا کیا کام لے سکتا ہے۔

یہ کتاب وہ ٹیکنیک بھی بتاتی ہے جس پر عمل کر کے آپ :-
(۱) اپنے مستقبل میں جھانک سکتے ہیں۔

(۲) دوسروں کے ساتھ پیش آنے والے واقعات معلوم کر
سکتے ہیں۔

(۳) اپنے حواس کے ساتھ عمل کر سکتے ہیں۔
(۴) عالمی واقعات کی پیش گوئی کر سکتے ہیں۔

(۵) ایک متوازن اور کامیاب زندگی سے بہکا رہ سکتے ہیں۔

اے مالکِ کل میرے والدین پر رحم فرما

فہرست

- کتاب کا تعداد
- پڑھنے والوں کے لیے
- ذہن کی حیرت انگیز قوتیں
- سوچ — کس طرح مستقبل کی تعمیر کر سکتے ہیں؟
- آنے والے لمحات کی چاب

اے مالکِ کل میرے والدین پر رحم فرما..... آمین

○ سائنسی کہانیوں میں ذہن انسانی کی کار فرمائی۔

○ عالمی واقعات کی پیش گوئیاں

○ پیش گوئی و کام

○ باطنی راہ کا سفر

○ خزانوں کی تلاش میں چھٹی حس کا حصہ

○ نئی اور پرانی پیش گوئیاں

○ زندگی میں ذہن انسانی کے کرشمے

○ زندگی گزارنے کا فلسفہ

دیباچہ

”جس طرح کتابیں لکھنا ایک کام ہے۔ اسی طرح کتابیں پڑھنا بھی ایک کام ہے۔ ہر آدمی کتابیں نہیں لکھ سکتا۔ اسی طرح ہر آدمی پڑھنے کا ہنر بھی نہیں جانتا۔ جس طرح ہر کتاب اچھی نہیں ہوتی۔ اسی طرح ہر آدمی یہ نہیں جانتا کہ کیا پڑھنا چاہئے؟“

مرچو

مطالعہ ایک فن ہے اور اچھی کتابیں نعمت ہیں۔ جو پڑھتے ہیں ان کے ذہن بہت بڑھ جاتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ کیا کتابیں پڑھیں اور کون کون سے موضوعات پڑھیں۔ اپنی شخصیت کو بنانے اور نواہنے کا عمل ایک عبادت ہے۔ ایسی عبادت جسے آپ نہ کریں۔ تو اسے آپ کے عمل سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ لیکن جسے کرتے سے آپ کو ناکامہ پہنچتا ہے۔

آپ کا کیا خیال ہے؟

اے مالکِ کل میرے والدین پر رحم فرما

بیڑھنے والوں کے لیے

دورا اپنے ہارسے میں اس طرح سوچیں کہ آپ ایک ایسے بڑے بے جہاز میں سواریزادوں مسافروں میں سے ایک ہیں جو خلاؤں کے وسیع سمندروں میں کسی کائناتی منزل کی سمت رواں دواں ہیں۔ اس تصور کی بھی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ آپ ہیں ایک ایسے ہی مسافر۔ ایک انسان۔ ایک روح۔ ایک شخص جس کے پاس یہ ہیں ہوں "کی فہم موجود ہے اور جس کا اپنا ایک جہاز ہے۔ آپ اپنے آپ کو آپ کے تخلیقی عمل کے باعث عالم وجود میں آئے ہوئے اور یہ آپ کا مقصد ہے کہ آپ اپنی زندگی کے تصور سے باز نہ آجیے دن، اس کہ ارض کی گھومتی گیند پر ابھی تاری طرح گزاریں۔

خود سے بے استقلال ہیں یا مستقل ہیں؟ اس کے جواب میں اور اسے دوبارہ فرمیں اور اس حقیقت کو ابھی طرح سمجھیں۔

آپ کو دوزخ میں یا جہنم میں لایا گیا ہے جس طرح کسی راکن کو ہانڈ میں بچھا جاتا ہے۔ آپ کو سمتوں میں لے کر لے والا آلہ ہے۔ آپ کا دماغ آپ کے پاس دوسرے آلات بھی ہیں۔ آپ کا جسم اور ان کے مدد سے آپ اپنی زندگی کے راستوں کا چناؤ کر سکتے ہیں۔ حرف ضرورت انہی رہتی ہے کہ آپ اپنے ہارسے میں، اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ اپنے تعلقات کے ہارسے میں، اور اس کائنات کے ہارسے میں من سب آگاہی حاصل کر لیں۔

میں خود ذہن کی حیرت انگیز قوتیں

کیا آپ اپنے اندر یہ قوتیں آج مانا پسند کریں گے کہ آپ جہان سکین کہ مستقبل میں آپ کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟

یالیا تو نہیں کہ آپ ایسی کسی لیاقت سے خوفزدہ ہوں؟ آپ ان لوگوں میں سے تو نہیں جو مذہبی خیالات رکھتے ہیں اور جن کا عقیدہ ہے کہ مستقبل کے ہارسے میں کمون کرنا آدمی کے لیے اچھا نہیں ہے؟ کیا آپ کے خیالات، کچھ اس قسم کے ہیں کہ مستقبل پر قابو پایا ہی نہیں جاسکتا اور آدمی محض بے بس ہے؟ کیا آپ کے ساتھ ایسا اتفاق ہوا ہے کہ مستقبل میں آنے والے کسی واقعہ کو ذہن سے قبل از وقت سے بھانپ لیا ہو؟ پھر یہی بات ہوتی بھی ہو؟ اور

کیا آپ کو آپ کے اس اور اک نئے بے چینی میں ڈال دیا تھا؟
اس بات سے قطع نظر کہ آپ کے خیالات کیا ہیں،
آپ کو یہ بات سنی ہی ہوگی کہ موجودہ تحقیق کے پیش نظر یہ بات
پایہ تصدیق کو پہنچ چکی ہے کہ بعض حالات میں، ہمارا ذہن قبل از وقت
ان قوتوں کو محسوس کر لیتا ہے جو آگے جا کر "آئندہ" میں ہماری قسم توں
کو بنائے یا بگاڑے گا کام انجام دینے والی ہوتی ہیں۔

اب آپ مائیں یا ذمہ مائیں میں کوئی مشبہ نہیں کہ
آپ ایسی قوت رکھتے ہیں کہ آپ مستقبل کو دیکھ سکتے ہیں و
اور اسے اپنی مرضی کی شکل بھی دے سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ بیک
وقت و دو دنیاؤں میں رہتے ہیں۔ بیرونی دنیا اور باطنی دنیا۔

اور یہ دونوں دنیاؤں ایک جیسی اہمیت رکھتی ہیں۔
در اصل آپ ایک زمانہ و مکان سے بے نیاز مائیں ہیں۔
اچیر کہ ایک زمانہ و مکان سے بے نیاز آئندہ کی سمت چل
رہے ہیں۔ ماضی سے ملنے والی میراث آپ کو آپ کے پُرکھوں
کی سمت سے منتقل ہوئی ہے۔ پھر آپ جب پیچھے مٹیوں اور
پوستے پتھروں والے ہو جائیں گے تو یہ میراث آپ کے ذریعے
ان تک منتقل ہوگی۔ اس صورت میں آپ کے کردار اور سوجوں

کا کو حصہ بھی آپ کی اولاد کو منتقل ہو جاتا ہے۔ یعنی ان کی شخصیت
میں آپ کے کچھ اوصاف شامل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ان کی تشکیل
میں ماضی اور حال دونوں کے رنگ موجود ہوتے ہیں۔
آپ ایک انسان ہونے کے ناتے، بالکل دوسرے انسانوں
ہی کی طرح ہوتے ہیں۔ قوت، اوصاف اور احساسات کی بنیاد
پر بھی آپ دوسرے انسانوں سے بڑی حد تک، مماثل ہوتے ہیں۔
زندگی سے آپ کا رابطہ گزربے ہوئے افراد کے مقابلے میں دگن
ہوتا ہے۔ دہرے۔

ہو سکتے ہیں کہ آپ پیدائشی طور پر کسی جسمانی یا ذہنی نقص
کے ساتھ عالم وجود میں آئے ہوں، کیونکہ اس کا تعلق حالات پر
بہت زیادہ اثر ہے۔ اور یہ عمل سے عبارت ہے۔ اور دنیا کے تمام
انسانوں پر اس قانون کا اطلاق ہوتا ہے۔ امر ضرور۔ حال کو
بہر حال برداشت، کرنا ہوتا ہے خواہ آپ اسے پسند کریں یا نہ
کریں۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ ہمیں انہی چیزوں سے
بازی کھیلنی ہوتی ہے جو ہمیں ملے ہوتے ہیں۔ انہیں ہمیں
اعتماد، ہوشیاری اور جرأت کے ساتھ کام میں لانا ہوتا ہے تاکہ

ہم زندگی کی بازی میں اپنے لیے سکون - آرام اور خوشحالیوں
جیت سکیں۔

بجڑی ہمیں بتاتے ہیں کہ ہم فلاں فلاں ستارے اور سیارے
کے تحت پیدا ہوئے ہیں اور ہیں ان کے اخراجات کے تحت ہی زندہ
رہنا ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی
در اصل بیرونی قوتوں کی غلامی ہے۔ لیکن اگر ہم اپنے اندر سے
بہاوت پیدا کر لیں تو ہمیں یہ قوتیں نہیں مل سکتیں۔

بجڑی لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنے اندر سے قوتیں پیدا کر لیں
تو ہمیں کون سا دن یا کون سا ہفتہ اچھا یا بُرا ہے اور ہمیں کس دن بکھڑ
کرنا چاہیے اور کس دن کیا نہیں کرنا چاہیے۔

اے لوگ! ابھی دیکھنے میں آتے ہیں جو بجڑیوں کی ہدایت پر ہاتھ
پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں کہ جناب یہ ہفتہ تو ہمارے لیے کسی کام
کا نہیں۔

ان بھادوی کی روشنی میں کیے جانے والے اعمال کا اکثر نتیجہ
بھی ویسا ہی نکلتا ہے اور وقت مورا رائیگاں جاتا ہے۔ بعد میں یہ
حضرات فرما رہے ہیں کہ دیکھا آپ۔ اُسے بجڑی کی پیش گوئی لکھتی تھی

تھی۔ پورا دن (یا ہفتہ) رائیگاں ہی گیا۔

حالانکہ حقیقتاً اس میں بجڑی کی پیش گوئی کو کوئی دخل نہ تھا۔
اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر آپ خود ہی وقت کو رائیگاں
جانے میں معاونت کریں تو وہ واقعی رائیگاں ہی ہو جاتا ہے۔
یہاں مشہور معنیف امیر اللہ شریف کے الفاظ بھی پڑھ لیں۔

مرچھو

مجھے بخیر اور آوازوں کے نظریات ہمیشہ سے بڑے

دلچسپ لگتے تھے۔ پھر میں نے ان کی کھوج شروع

کی اور واقعی طور پر یہ معلوم ہوا کہ یہ سب سچ ہے۔

ماہرین سے بھی باتیں کیں۔ اس تلاش و تجسس سے

مجھے معلوم ہوا کہ دونوں نظریات میں کوئی جہان نہیں

میں کسی طرح قائل نہ ہو سکا کہ ستاروں کے اخراجات

یا اگلے جنم کے افعال کا ہماری زندگی سے کوئی تعلق ہے۔

اس سے مجھے یہ فائدہ ہوا کہ میرا ذہن ان دونوں عقائد

کے غبار سے بالکل صاف ہو گیا۔ میں نے بُری آواز

مسموم کی۔

اور یہ حقیقت بھی ہے کہ انسان کو بنانے والے منظم خدائے

آمین

ہو جاتے ہیں۔

مگر حقیقت ہے کہ کل کیا ہوگا؟ یقین سے کسی کو بھی معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ ایک بات ضرور کھل کر سامنے آتی ہے کہ ہم جس قدر زیادہ بیرونی قوتوں پر انحصار شروع کر دیتے ہیں۔ اسی قدر ہم ان کے حکوم ہوتے جاتے ہیں۔ اور اسی قدر زیادہ اپنے آپ پر ہمیں تابو بھی نہیں رہتا۔ ہم خود سے د کوئی عمل کر پاتے ہیں اور نہ ہم سے کوئی فیصلہ ہوتا ہے جو واقعی آزاد ہو۔

بہت سی باتوں کو تو مان لیا گیا ہے مگر ماننے والی بات کو بھی بہت کم مانا گیا ہے۔ یہی لوگ بہت کم سوچتے ہیں کہ خواستہ نہیں غرض کہ ایسی باتوں کو تو مان لیا گیا ہے جس کی تائید ہمارے ہمارے احساس کر سکتے ہیں جو ہمیں آئندہ پیش آنے والے ہوتے ہیں۔ جو کہ خود ہمارے احوال اور اعمال کا ہی نتیجہ ہوتے ہیں۔

چونکہ ہم تصاویر میں سوچتے ہیں الفاظ میں نہیں اور جو تصور ہمارے ذہن میں ابھرتا ہے وہی کسی دیکھی طرح ہمارے حال کی تشکیل کرتی ہے۔ جب تک ہم اپنے ذہن کی تصویروں کو نہیں بدلتے ہم کسی بہتر دنیا کی توقع بھی نہیں کر سکتے۔

بھلا آپ اپنے ذہن سے کس طرح محبت کر سکتے ہیں۔ اگر

آپ اس سے نفرت کرتے ہوں۔ پھر امن زندگی کس طرح ہو سکتی ہے اگر ذہن میں ہر جگہ بیدار ہوں۔ ٹھیک ہے آپ دنیا کی سوچیں درست نہیں کر سکتے۔ مگر کم از کم آپ اپنی سوچ تو درست کر ہی سکتے ہیں۔

آپ سیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح دنیا میں رہ کر بھی اس میں نہ رہا جائے۔ یہی بات پیڑوں نے بھی کہی ہے کہ ہمیں دنیوی دنیا میں امن اور

ایک بہتر دنیا کا وجود صرف مستقبل ہی میں ہو سکتا ہے۔

ہم اس کی تعمیر اپنی موجودہ دنیا یا حال کی سوچوں اور محکمت کے

پر نہیں کر سکتے ہیں۔

آپ اس وقت کیا ہیں؟

آپ اپنے ان تمام خیالات اور تجربات کا مکمل مجموعہ ہیں۔

جن سے آج تک آپ گزر چکے ہیں۔ ہونے والی باتوں پر آپ کا

ذہنی جہان، نفسیاتی، جذباتی و توجہ کیا تھا؟

اپنی سے آپ کے کردار کی تشکیل ہوئی ہے۔ آپ کو بتا ہے

کہ آپ کس چیز کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور کس چیز کا مقابلہ نہیں کر سکتے

آپ کو اپنی صلاحیتوں، نفرتوں اور محنتوں سے مکمل آگاہی ہے۔

لوگوں کے ساتھ آپ کا رویہ کیسا ہے؟ کس طرح آپ نے خود کو

بنایا، سزا ہے۔

یہ وہ تمام باتیں ہیں جن سے آپ کی تشکیل ہوئی ہے اور یہ سارے عناصر جنہوں نے آپ کو بنایا ہوتا ہے آپ کے لاشعور میں کسی دیکھی شکل میں پرمست بھی رہتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ آپ کا رد عمل اور آپ کے محسوسات جو ماضی میں آپ سے مرزد ہوئے تھے وہ بھی موجود رہتے ہیں۔

مثالی سے بات کہیں۔ اگر آپ نے بچپن میں چلتے تو سہ کو ہاتھ لگا دیا ہو تو یہ تجربہ آپ کے ذہن میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ کرب اور خوف کے احساسات بھی آپ کو یاد رہتے ہیں۔ گویا یہ ایک ٹیپ ریکارڈ "مائلہ ہوتا ہے اور یہ ٹیپ ہمیشہ چلتا رہتا ہے۔" آج آپ سو رہے ہوں یا جاگ رہے ہوں جو بات عزیز نا زید سے وہ یہ ہے کہ آپ ایک زندہ ویس شے ہیں۔ اور یہ کہ اگر آپ زندگی سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں تو پھر اس کے لیے آپ کو کچھ نہ کچھ کرنا بھی پڑے گا۔

تمام افراد میں پیدا ہونے والی طبعی پرستہ قسم کا کرنے کیجیے یہ کچھ لگن ہوتی ہے۔ ذاتی ارتقاء کی جستجو میں آپ بخوبیوں سے سنبھال رہے ہیں۔ تاکہ آپ صحیح سمت میں بڑھ سکیں یا اسی طرح کی رہنمائی۔

خال آپ کہیں نہ کہیں سے لیتے ضرور ہیں۔ دراصل آدمی کو یقین کی فضا درکار ہوتی ہے۔ سنے تجربات سے سامنا کرنے کے لیے ہمارے مذہبی عقائد یا ان سے انکار بھی بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ زیادہ تر اپنی ذات سے باہر کی طاقتوں پر انحصار ہماری زندگی کا ایک حصہ بن جاتا ہے۔ گویا حقانی سے فرار ہو کر گہرائی میں حقانی کو دھونڈنے کی یہ کوشش بالآخر ہماری شخصیت کو صبح کو دیتی ہے اور ہمارے اندر اعتماد و عقود ہو جاتا ہے۔

اب سوال یہ ابھرتا ہے کہ آخر یہ زندگی ہے کیا؟ آخر زندگی میں ہمارا مقصد کیا ہے؟ اور اس کے لیے ہم کو کیا کرنا چاہیے؟

اس کتاب کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ آپ کے اندر وہ صلاحیت ابھاری جائے کہ آپ اپنے مستقبل کو دیکھ سکیں اور اسے اپنی مرضی کے مطابق کنٹرول بھی کر سکیں۔ **امین** ایک اچھے مستقبل کی تعمیر کے ضمن میں یہ ضروری ہے کہ آپ اس تخلیقی قوت کو ابھاریں جو آپ کے اندر موجود ہے۔ کیونکہ یہی آپ کی کامیابی کی کلید ہے۔

رہنما پہلے یہ جان لیں کہ آپ ایک بڑی عقلی کائنات کا حصہ ہیں۔ آپ ایک وقت و دو دنیاؤں کے باسی ہیں۔ جسمانی

دنیا اور روحانی دنیا۔ آپ کا ذہن آپ کا دماغ (دراصل روحانی دنیا کی سطح پر کام کرتا ہے جبکہ آپ کا بدن اس سطح پر ہے جسے جسمانی دنیا کہتے ہیں۔

اور۔ ذہن چونکہ غیر جسمانی چیز ہے لہذا یہ مادہ کا متعلق نہیں۔ مادہ کیسے؟ سادہ لفظوں میں کہہ سکتے ہیں یہ برقیاتی ذرات سے تشکیل شدہ مرکب ہے جسے ہم ایٹم بھی کہتے ہیں۔ یہ ایٹم نامیاتی بھی ہو سکتے ہیں۔ اور غیر نامیاتی بھی اس میں لاتعداد الیکٹرون ہوتے ہیں۔ ایٹم سے بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔ اور یہ کائنات دراصل جن اینٹوں سے بنی ہے انہیں ایٹم کہا جاتا ہے۔

ان مادیات پر روحانی قوتیں بھی اثر کرتی ہیں۔ اگرچہ ان کے جسم میں تبدیل کرتی ہے تاکہ اس کے ذریعے خود کو روشناس کرے۔ جس کو آپ رحم مادر میں تشکیل ہوئے تھے۔ اسی لمحے سے وہ ذہانت ایٹم کے گردپ کہ جسے مائیکروس کہا جاتا ہے ایک خیال یا جیم کی شکل دینی شروع کر دیتی ہے جو بعد میں آپ کا بدن اور کردار بن جاتا ہے۔ گویا آپ کا بدن ایک "خیال" بن گیا ہے۔ ہوتا ہے جسے خیال نے تشکیل دیا ہوتا ہے۔ اور دماغ یا ذہن جسے تخلیق کرتا ہے۔ ذہن ہی ہے جو حواس پر اثر چلاتا ہے۔ بدن کے پاس خود اپنی کوئی "مستقیم طاقت

نہیں ہوتی جو اسے چلا سکے۔

آپ کے جسم کا ہر فیبر برق چارج رکھتا ہے۔ ایک چھوٹی سی بیٹری ہے یہ بدن۔ اور اسے ساری ہدایات ایک ایسی دنیا سے ملتی ہیں جو غیر جسمانی ہے۔ اسے ذہن کا حکم ماننا ہوتا ہے۔ ذہانت کے بغیر یہ حرکت ہی نہیں کر سکتا۔

آپ کی روح۔ آپ کا دماغ۔ غیر فانی ہے۔ یہ بدن کی جائیداد نہیں ہے۔ اس کا تعلق مادہ سے رہتا ہے۔ مگر یہ خود "مادہ" نہیں ہے۔ آپ ایک ایسی دنیا میں ہیں جہاں کوئی چیز نہیں مرنی۔

مرن اپنی شکل بدلتی ہے۔

آپ کی ذات کا ایک حصہ ہوتے ہیں شعور اور دماغ کے ساتھ۔ انفرادی شکل میں۔ بدن دراصل ایک برقیاتی، ادویاتی آلہ ہے۔ بہت سے حصوں سے بنا ہوا مرکب۔ پیچیدہ ہے، جس کے سارے حصے باہم متحد ہو کر ہم انسان کی ایک پیچیدہ ذات "یا وجود" کی ہدایات پر کام کرتے رہتے ہیں۔

یہ ذات یا وجود۔ آپ ہیں۔ اور اس ذات یا وجود کو انتخاب کا آزاد ارادہ حاصل ہوتا ہے۔ آپ اس بدن کو اپنی سوچ کے ذریعے قابو میں رکھ سکتے ہیں۔ اس پر آپ کا اسی قدر زور ہوتا ہے جس قدر آپ کی سوچیں طاقت ور ہوتی ہیں۔ سوچیں منفی نوعیت

خاتون کو بدن سے دُراتے برہمنی آخر قریب کر کے انہیں کمزور کر دیتی ہیں۔

کچھ تک رہیں جہاں سکے ہیں کہ بجلی واقعی ہے کیا۔
اسی طرح ہم بھی نہیں جانتے کہ خدا نے بزرگ کو برقرار کیا ہے؟
ہاں ہم یہ ضرور جہاں رہے ہیں کہ خدا نے ہمارے اندر کیا
کیا تخلیقی قوتیں دے رکھی ہیں۔ ان طاقتوں کے استعمال سے پہلے
ہمیں غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔

ماٹیس نے دریافت کیا ہے کہ ذہن کسی دوسرے ذہن سے
بالطریقہ قائم کرنے کی بھی اہلیت رکھتا ہے۔ ذہن، ہر نوع کی ذہانت
سے رابطہ قائم کر سکتا ہے۔ مثلاً نفرت کی سوچیں دوسروں کے ذہن
میں نفرت ہی ابھارتی ہیں۔

ہم نے پہلے کہا ہے کہ آدمی تصویروں میں سوچتا ہے۔ جب
آپ اپنے ساتھ کچھ بونے کی تصویروں کو ذہن میں ابھارتے ہیں۔
تو تصویر کی شدت یا عدم شدت کی بنیاد پر ذہنی واقعہ ہمارے
ساتھ کم یا واضح شکل میں پیش آجاتا ہے۔ گویا سوچ کی بنیاد پر اچھائی
یا پستی سے دوچار ہوا جاسکتا ہے۔

عقیدہ یا یقین۔ ایک جاتے ہوئے احساس کا نام ہے۔
خوابشات کے مطابق واقعات کے بونے یا پستی کا انحصار
اسی پر ہوتا ہے۔

خوف۔ یقین کی عینکوں شکل ہے۔ ڈر کہ آپ کسی چیز کا مقابلہ
نہیں کر سکتے خوف کا میانی کا دشمن ہوتا ہے۔

زندگی سے وہی کچھ آپ کو ملتا ہے جس کا آپ کو یقین ہوتا
ہے۔ ایک آزاد انتخاب کا حق رکھنے والی کی حیثیت سے ہر
کامیابی یا ناکامی کی ذمہ داری آپ ہی پر قائم ہوتی ہے۔ گویا

یہاں ایک واقعہ سنئے۔ مشہور رائسڈان لارڈ کلون ایک
بڑے برقی پلانٹ کو ایک بار دیکھنے گئے۔ فورین ان سے واقف
دستا۔ وہ بڑے اعتماد سے اسے تمام ٹیپارمنٹوں کے بارے میں
بتائے گا۔ لارڈ کلون کے دورے کو وحشت سی ہوئی مگر لارڈ
نے اسے منع کر دیا کہ فورین کو نہ بولے۔ آخر میں جب معاملہ مکمل
ہو گیا تو لارڈ نے فورین سے کہا۔ آپ نے تمام باتوں کی وضاحت
کی مگر ایک بات ہمیں برائی ہے۔

”وہ کیا جناب؟“

”بہی کر یہ ایک برہمنی کیا ہے؟“

فورین پریشان ہو گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ تمام بڑے مائنس دان گو کہ بجلی کی طاقتوں
کو ہزار ہا طرح استعمال کرنے کے ڈھنگ جانتے ہیں۔ تاہم وہ

ہمارے اندر کی تخلیقی قوت ہماری اچھائی اور برائی کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ آپ اسے کیسی دیکھنا چاہتے ہیں؟

”مجھ سے نہیں ہوگا۔ یہ جلد اتنا ہی طاقت ور ہے جتنا کہ یہ جلد کم کر سکتا ہوں۔“

اور اس لمحے آپ کی تمام تر دلچسپی اس بات سے ہے کہ آپ خود کو بہتر بنانے کے لیے کیا کر سکتے ہیں۔

خیال ایک ذہانت کا عمل ہوتا ہے یہ اپنی فطرت میں غیر جسمانی ہے مگر یہ خود کو ہمیشہ شکل کے حوالے سے متعارف کرانا ہے۔ خیال ایک تخلیقی عمل ہے۔

آپ کسی خیال کو روک بھی نہیں سکتے۔ اگر یہ خود کو بدن سے باہر متعارف نہیں کر سکتا تو یہ بدن کے اندر خود کو متعارف کرانے کا یہی قانون فطرت ہے۔

اے مالک کل میرے والدین پر رحم فرما..... آمین

اگر آپ کے ذہن میں منفی خیالات جمع ہیں مثلاً نفرت و غیظ انہیں مثبت خیالات سے بدل دیں۔ نفرت کے خیال کو محبت اور مہردی کے خیال سے بدلا جاسکتا ہے۔ منفی خیالات ہمیشہ ضرر رساں ہوتے ہیں۔ آپ کے لیے بھی۔ دوسروں کے لیے بھی۔

جب آپ کے اندر کسی بات پر یقین ہوتا ہے تو آپ کے اندر اعتماد اور جرات ابھرتی ہے۔ صحیح احساسات کامیابی کے لیے ضروری ہیں۔ مثبت رویہ مثبت نتائج ظاہر کرتا ہے۔

دیکھیں گے تو آپ کے اندر یقین کی دولت ابھرے گی۔ خدا کی ولایت کردہ تخلیقی قوت خواب کو حقیقت سے ہم کنار کرنے میں تامل کرنا نادر ہے۔ گویا بھلائی کے مطابق عمل کرنا شروع کر دیں۔ خدایا سے اعتماد سے بلا خوف ہو کر غلط فہمی کو کھینچ کر لیں اور یاد رکھیں کہ خدا آپ کے ساتھ ہے۔

خواب کی حقیقت کی تیسرا راقی ہے؟

تصور کی طاقتوں کو اچھی طرح سمجھ لینے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ آپ تصور کے سہارے کسی چیز کے حصول کے لیے اپنے اقدامات کا ایک خاکہ بنا لیتے ہیں۔ جب یہ خاکہ ذہن پر ثبت ہو جاتا ہے اور اسے زندہ رکھا جاتا ہے تو اکثر برسوں بعد بھی یہ خواب حقیقت کا روپ دھارتا دیکھا گیا ہے۔

ایک سوال ہے کہ ”کیا ہمیں اپنی خواہش کی تصویر بنانی چاہیے؟“ میں اس وقت تک ابھارتے رہنا چاہیے جب کہ مطلوب بہانے ہو نہ جاسکے؟

پیر الٹووسن برطانیہ کے وزیر اعظم بن گئے تھے۔ انہوں نے اپنے والدین سے کہا تھا کہ وزیر اعظم بننا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اپنا ایک نوٹو بھی وزیر اعظم کی رہائش گاہ کے باہر کھنچوایا تھا۔ بیالیس سال بعد ان کا یہ خواب تعبیر سے ہم کنار ہو گیا۔

”ہاں یہ بے حاشا بات ہے۔ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہیں ہیں یا ہمیں جس چیز کی طلب ہے اسے ہو جائے دیکھنا چاہئے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ اس کی ذہنی تصویر اپنے ذہن میں ضرور اچھانکے رکھیں اور یوں سوچیں جیسے یہ سب کچھ ہو رہا ہو۔ قدم بہ قدم اس کے بارے میں سوچیں۔ اسی طرح جیسے لکھیں گے کہ ہم کسی تصور کو مکمل کرتے ہیں۔ جب آپ اپنی خواہش کو حقیقت میں ڈھلتے

۱۰

دیکھا گیا ہے کہ مایوس ہو کر، ناکام ہو کر بہت سے لوگ اپنے مقاصد کو فراموش کر دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مقاصد بہت

بلند رہے ہوں۔ دوسرے سے باہر کے ہوں۔ تاہم اگر حقیقت پسندی کے دائرہ میں خواہشات کی باتیں اور پھر مقاصد کے لیے کوشش بھی جاری رکھی جائے تو پھر یہ ناممکن ہی ہوتا کہ وہ خواب پورا نہ ہو۔ یاد رکھیں۔

ابہنیں شکایت ہوتی ہے کہ ان کی بنائی ہوئی ذہنی تصویر مثبت کے بجائے منفی سمت میں چلی جاتی ہے۔ جواب ہے کہ واقعی ایسے احسانات آسانی سے رفع نہیں ہوتے۔ احسانی کثرتی کو رفع کرنے کے لیے اس کی جڑ و تلائ کرنا پڑتی ہے۔ جو عمل جائے تو پھر آپ اس پر کاری ضرب لگا سکتے ہیں۔ پھر ذہنی تصویر خود بخود مثبت شکل اختیار کرے گی۔

چو

چیزیں ہمیشہ پہلے ذہن میں جنم لیتی ہیں۔ اس کے بعد ہی وہ عالم وجود میں حقیقت کا روپ دھارتی ہیں۔ یہی تخلیقی عمل ہے۔ اس کی گود میں مستقبل کی ہر روشنی ہوتی ہے۔

آپ کی ہر خواہش ایک معنوں میں ایک دعا ہوتی ہے۔ اسے آپ عبادت کر سکتے ہیں۔ اسے خدا سے ادا کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ بلکہ اگر خدا کا طور پر اپنے ذہن میں آ جا کر یا جائے اور خدا کا طور پر اس کے لیے جدوجہد کی جائے تو یہ تخلیقی عمل پہنچ جاتی ہے۔ اور پھر مقناطیسی قوتیں کام شروع کر کے نتائج کو اپنی سمت کھینچنا شروع کر دیتی ہے۔ یہی خواہش حقیقت کے سراپے ہیں جو چلنے لگتی ہے۔

مراقبہ اور دعا یہ دونوں چیزیں آپ کے پاس آلات کی طرح ہیں۔ جن کی بنیاد پر آپ اپنی ہر خواہش کو حقیقت کا روپ دھانے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

ایک مثال کے طور پر خیال کو الیٹین کہہ کرنا پڑتا ہے۔ جب آپ کسی چیز کو خیال میں جنم دے دیتے ہیں۔ تو گویا آپ ان عناصر کو حرکت میں لے آتے ہیں جو مستقبل میں اس کے وجود کی تشکیل کا باعث بننے والے ہوتے ہیں۔ آپ کے ذہن میں کیا کچھ کرنے کا مقصد ہے؟ کیا آپ اپنے اندر اس مقصد کو حاصل کرنے کی صلاحیتیں پاتے ہیں۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر توقع بھی نہ کریں۔ آپ کا یہ خواب، پورا نہ ہو سکے گا۔

عقیدہ انسان کے اندر پہلی چیز ہے۔ کارآمد کوشش کی کامیابی

بعض لوگ احساس کثرتی اور خوف کا شکار ہوتے ہیں اور

کا بڑا درد و انداز ہی پر ہوتا ہے۔ اور یہ عقیدہ اپنے سے زیادہ اپنے لیے ناخوشگوار حالات کو درست روپے کے ذریعے ٹھیک نہ کر لیں۔
 سے بڑی طاقت پر ہونا چاہیے یعنی خدا سے بڑتر کر وقت ضرورت
 آپ اس کی سمیت رجوع کر سکیں۔ آپ سب سے پہلے ذہن میں
 شدت سے اپنی خواہش کو ابھارتے ہیں پھر اس کے لیے اسے
 شدت سے موزوں انداز میں کوشش کرتے ہیں۔ یہاں سے خدا کا کام
 شروع ہوتا ہے۔ وہ آپ کی التماسوں کے عوض آپ کا ہاتھ تھامتا ہے
 اور آپ کو ایک ٹھیک ٹوٹا بنا لیا جھٹکا ہے۔ پھر آپ کوئی تنہا نہیں رہ
 جاتے۔ خدا کی بخشی ہوئی خواہشوں کا کوئی اور جزو نہیں۔ نہ ہی اسے
 ناپا جاسکتا ہے۔

مرحہ

اپنے آپ پر اعتماد اور خدا پر یقین۔ ان دو قوتوں کے بڑی قدرتی
 کوئی قوت نہیں۔

اپنے عقیدہ کو ناپنے کے لیے خود سے ایک مسئلہ لیں۔
 کیا مجھے واقعی یقین ہے کہ اگر میں اپنی خواہشات کی تصویر
 ذہن میں ابھاروں تو کیا واقعی میرا خواب کسی دن تعبیر سے ہم کنار
 ہو جائے گا۔

یہاں یہ جان لیں کہ تصویر ابھانے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ
 منف و منف کے لیے ایک بات سوچ لیں۔ جی نہیں۔ اسے ذہن
 پر نقش کر دینا ہے آپ کو۔

آپ کو صحیح خیالات کے ساتھ رہنا ہوتا ہے۔ جب تک کہ آپ

ہم میاں بونی شہر میں عرصے سے رہ رہے ہیں تاہم ہم
 — دیہاتی زندگی پسند تھا۔ پھر ہم نے اپنے ذہن میں یہاں سے نقل
 کر دیہات میں پسنے کے بارے میں ذہنی طور پر تصویر بنائے جو کہ
 غرض کو ہماری ذہنی تصویر میں منظر بنادیں جو کہ تصویر بنائے۔ ہمارا
 گھر کس طرح کا ہو گا۔ اس کے ایک سمت میں درج ہو گی۔ دوسری طرف
 پہاڑیاں ہوں گی۔ کھیتیں اور درختوں کے۔ ہم لوگوں نے اتنی بار یہ سب
 سوچا تھا جسے ہمارا مکان واقعی کہیں بنا ہی ہوا ہو۔

ہم لوگ اب اپنے خوابوں کے گھنٹوں رہ رہے ہیں۔ سب کچھ
 دیا جا رہا ہے۔ یہ سارا کمال ذہنی تصویر کا ہے

ہم نے زندگی سے سیکھا ہے کہ سب اپنے پسند ہم اپنی مٹاؤ ذہن پر
 تصویر کی طرح ابھاریں اور دعا مانگیں۔ خدا پر اعتماد رکھیں۔ اور سوچتے

آپ غلط عمل اور غلط رد عمل کو دور کر کے مستقبل کو اس کے اثرات

سے بچا سکتے ہیں۔

قوت ہے۔ یہ قوت ہمارے اندر موجود ہے۔ اور اکثر نہیں حفاظت فراہم کرتی ہے۔ بشرطیکہ ہم اسے شناخت کر کے اس سے فائدہ اٹھانا جان لیں۔

چونکہ یہ سادی کائنات "ارتعاش" ہے۔ اس لیے ہمارے ذہن ان ذہنوں کے منسلک رہتے ہیں۔ جو ہمیں عزیز ہوئے ہیں۔ یہ ایک قسم کی ایکٹرو ویکٹنگ ارتعاش ہوتا ہے اور ارتعاش ہر اس شخص کے ساتھ ہوتا ہے جسے آپ چاہتے یا مسترد کرتے ہیں۔

دماغ بالکل ریڈیو یا بی وی کی طرح کام کرتا ہے۔ اسے آپ جس طرف بخون کرتے ہیں وہاں کی نشریات سنائی دیتی ہیں۔

کارہوس یوں ہے کہ آپ کے ارد گرد ہزار ہا لوگوں کے آپ کے بارے میں خیالات ٹھیک کسی شخص کے خیالات ہی کی طرح ہوتے ہیں۔

آپ کے گرد کیا ہونے والا ہے یہ جاننے کے لیے ضروری ہے کہ آپ پہلے اچھے طرح اس سے گہرا درک سمجھیں جو آپ کے گرد ہوتا ہے۔

روئے اور حرکات آپ کے مستقبل کو بنانے میں ادا کرنے والے ہیں۔ زندگی مواقع فراہم کرتی رہتی ہے۔ سبھی فیصلے کو غلطیاں کرتے ہیں۔

آپ کا کردار اصل ماحولی کے تجربات سے متشکل ہوا ہوتا ہے۔ آپ کے رد عمل بھی ملے کرتے ہیں کہ کسی نئے تجربے کا سامنا آپ کر سکیں گے یا نہیں۔ آپ آپ کا عمل تعمیری ہوگا یا تخریبی۔ آپ کے ذہن میں گہرا ہونے والے فحاش کا ایک مکمل ریکارڈ رہتا ہے۔ یہ جاننے کے بعد

یاد رکھیں۔ فیصلہ ہی مستقبل ہے۔

یہ دنیا عمل اور رد عمل کے قانون پر مبنی ہے۔ یعنی کسی وجہ کے
 کچھ بھی یہاں نہیں ہوتا۔ وجہ آپ سوچ کے ذریعے فراہم کرتے ہیں۔ جب
 آپ کسی سچو مشن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ تو آپ بہر حال اپنی قوتوں پر کافی عمل
 رکھتے ہیں مگر جب آپ کسی سچو مشن کا کئی افراد کے درمیان سامنا
 کرتے ہیں تو ان کے محسوسات اور جذبات اچھے یا بری طرح آپ کو متاثر
 کرتے ہیں۔

آپ جو کچھ کرتے ہیں۔ آپ کے اندر گہری ایسی طاقتیں سرگرم عمل
 ہوتی ہیں جو دہرہ بگہری جاسکتی ہیں اور جن کی بنا پر کوئی نہ کوئی بلا سے محفوظ
 ہونے والی ہوتی ہے۔ ہم خواہ کسی صحت میں بھی کوئی عمل کریں بہر
 دوسرے کے اعمال کی قوتوں کو سامنا کرنا ہی ہوتا ہے۔ ہمہ وقت

کچھ ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لیے آپ کی سوچیں اور اعمال کے ساتھ دوسروں کے افعال کا بھی ہاتھ ہوتا ہے۔
 اب آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ آپ کے اندر کیا قوت تھی اور
 دوسرے کے اندر کیا قوت ہے۔ یہ دونوں مستقبل پر اثر انداز ہوا
 ہیں۔ اب آپ کو اپنے حواس کی مدد سے سمجھنا ہے کہ آئندہ
 میں کیا ہونے والا ہے۔

آپ کے پاس آپ کا دماغ ہے۔ یہ ریسرچنگ مشین ہے۔
 دوسروں کے احساسات اور سوچوں سے اس کا تعلق قائم ہے۔
 اب آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ آپ کے اندر کیا قوت تھی اور
 دوسرے کے اندر کیا قوت ہے۔ یہ دونوں مستقبل پر اثر انداز ہوا
 ہیں۔ اب آپ کو اپنے حواس کی مدد سے سمجھنا ہے کہ آئندہ
 میں کیا ہونے والا ہے۔

آپ کے پاس آپ کا دماغ ہے۔ یہ ریسرچنگ مشین ہے۔
 دوسروں کے احساسات اور سوچوں سے اس کا تعلق قائم ہے۔
 اب آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ آپ کے اندر کیا قوت تھی اور
 دوسرے کے اندر کیا قوت ہے۔ یہ دونوں مستقبل پر اثر انداز ہوا
 ہیں۔ اب آپ کو اپنے حواس کی مدد سے سمجھنا ہے کہ آئندہ
 میں کیا ہونے والا ہے۔

جواب نہیں۔ ہو سکتا ہے یہ جواب آپ کی خواہش کے خلاف ہو۔ اگر یہ جواب توقع کے مطابق نہ ہو تو آپ خوراً ان خیالات اور احساسات کو چھوڑ سکتے ہیں جن کی بنا پر مستقبل میں برائی اگر ہی ہے ایک بار اگر آپ نے اپنی چھٹی حس کو تربیت یافتہ کر دیا۔ تو پھر وہ آپ کو صحیح اطلاعات دے گی اور آپ اسی کی اطلاع پر مستقبل کو حسبِ منشاء درست کر سکیں گے۔

آپ کو "مستقبل" سے ڈرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ آپ اب جان گئے ہیں کہ اسے آپ خود بناتے یا بگاڑتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں آپ کی تقدیر دراصل خود آپ کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

مرچو

بقول اقبالؔ:-

"ہل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی"

اصل مسئلہ بات یہ ہے والدین پر رحم کرنا



ہماری باہمی سوچوں کے ٹکرائے کے نتیجے میں، اس دنیا میں ہزاروں واقعات آئندہ کے اندر وقوع پذیر ہونے والے ہوتے ہیں۔ ان کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ خیالات کی معنائیں ایسی ہی ہوتی ہیں کہ وہ ہم وقت۔ آئندہ میں پیش آنے والے واقعات کو یا تو دفع کرتی رہتی ہے یا جم دیتی ہے۔

اپنے ذہن کی سطح پر آپ یا تو دوسروں کے خیالات سے ہم وقت متصاف رہتے رہتے ہیں یا ان کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرتے رہتے ہیں۔ بسا اوقات دونوں بھی ہوتا ہے کہ یکایک آپ کو کسی ہونے والے

دوسرے مسئلہ کی گنجائش ہے

واقعی لاشعوری طور پر جھلک سی دکھائی دے جاتی ہے۔

عام طور سے اگر آپ کو اس جھلک کا ذریعہ نہ سمجھ میں آئے تو آپ اس خیال کو ذہن سے جھلک دیتے ہیں اور پھر یوں ہوتا ہے کہ کسی واقعہ کو بھولتے دیکھ کر آپ کو اچانک یاد آتا ہے کہ اسے تو آپ نے پہلے ہی محسوس کر لیا ہے پھر آپ کو حیرت ہونے لگتی ہے کہ آخر آپ کو یہ احساس کیوں ہوا تھا؟

ایک صاحب کے ساتھ ایسا ہی ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حیرت بھی کہ جس شخص کے بارے میں، میں نے خواب دیکھا تھا اس سے میری کوئی تعلق نہ تھا۔ پھر بھی تین ماہ پہلے میں نے خواب میں اس کے ساتھ ایک واقعہ پیش آئے دیکھا۔ میں سوچتا ہوں کہ ایک موٹر میں بوجھ رہا ہوں۔ وہاں میں نے ایک مشہور ڈرامیٹر کو درس میں مرتے دیکھا۔ تین ماہ بعد میں نے اخبار میں پڑھا کہ وہ ڈرامیٹر واقعی ایک درس میں مر گیا ہے۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ میں اس ڈرامیٹر سے آگاہ تھا نہ کسی درس سے، نہ ہی میں نے کبھی درس دیکھی تھی۔

دنیا میں بغیر کسی وجہ کے کچھ نہیں ہوتا۔ اگر کسی عمل کو کوئی دوسرا عمل دکائے تو وہی ہوتا ہے جو اس عمل کے ذریعے کیا جانا ہوتا ہے۔ یہی قانون ہے۔

اس مثال سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اکثر واقعات خبیب حالات سازگار ہوں۔ تو ذہن اس راستے پر جاسکتا ہے جسے آپ ذاتی راستہ کہتے ہیں اور جو حال کے لمحات سے آگے تک پہنچا ہوتا ہے اور پھر آپ کے ذہن میں مستقبل کی جھلکیاں ابھر آتی ہیں۔ وہ واقعہ آپ دیکھ لیتے ہیں جو حالات پیدا کرنے والی طاقتیں، دوسروں کے ساتھ کرنے والی ہوتی ہیں۔

مرچبوٹ سے لوگ یہ جانتا ہی نہیں چاہتے کہ مستقبل میں ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ دراصل وہ مستقبل سے خوفزدہ ہوتے ہیں، یہ لوگ اپنی محدود قوت کے سامنے ایک ایک کاٹھن قائم کر دیتے ہیں۔ جو دراصل انہیں رہنمائی دیتے والی ہوتی ہے اکثر ان افراد کے بارے میں ہونے والے واقعات دوسروں کو محسوس ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ ان کے کہنے پر بھی چلیں تو بھی بچ سکتے ہیں۔

دراصل وہ ذاتی قوت ایک سرپرست فرشتہ ہوتی ہے جو ہمیں بچاتی ہے۔ راستہ دکھاتی ہے۔ اگر آپ کو اس قوت پر اعتماد ہو تو یہ بڑے کام کرتی ہے۔ اب اس تکنیک کو مختصراً سمجھ لیں جس کے ذریعے آپ دوسروں کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کو محسوس کر سکتے ہیں۔

تعلیق یہ ہے کہ ارام دہ حالت میں ہو جائیں۔ ذہنی اور
جسمانی دونوں طرح سے۔ اور دوسرے کے عیسو ساسات
سے رابطہ کی کوشش کریں۔ سوچیں کہ آپ اس کے لیے
کیا کر سکتے ہیں۔ اپنے ذہن کی ارفع قوتوں کو آواز دیں۔

مگر یہ کوشش خود غرضانہ نہیں ہونی چاہیے۔ اس میں محبت اور
ہمدردی کا عنصر موجود ہو تو یہ کوشش حیرت انگیز طور پر کام کرتی
ہے اور ایک بے یک یا احساس ہو گا کہ آپ اس شخص کے مستقبل
کو یوں دیکھ رہے ہیں۔ جیسے وہ سامنے ہے۔ اس بنیاد پر خود کو اسی
کے تعلق سے اپنا مستقبل بھی دکھائی دے سکتا ہے۔

وقت کا پورا سارا عنصر۔ ایک سیدھی۔ الٹ بیک کی
شکل میں کھینچا ہوا ہے۔ اس کا ایک سرا آپ کے سامنے رہے اور
دوسرا حال میں اور ہی ٹوڑا مستقبل تک بھی ہوتی ہے۔ اسی زمانی
لمحے میں متحرک، کارکن طاقتیں، سننے واقعات رونما کرنے کی
دالے ہوئے ہیں۔ ہیں۔ آپ کو۔ دوسروں کو۔



سائنسی کہانیاں میں علم انسان کی حقیقت

سائنسی کہانیاں لکھنے والے بہت سے مصنف، ویدائی قوت
کے ایک ہوتے ہیں۔ ویسے وہ بھی سمجھتے ہیں کہ وہ تصورات کئے لیے
ایک کہانی لکھ رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ خود کو دور
آئندہ میں لے کر نکل جاتے ہیں۔ بڑھنے والے اس نواں سادہ سمجھتے ہیں۔
مگر یہ دراصل سائنس اور تہذیب کے ارتقاء کی وہ تصویر ہوتی ہے جو
حال کے آگے نکل کر مستقبل کے دور میں جنم لینے والی ہوتی ہے۔
بولیس درتے سو سال قبل ایک کہانی لکھی تھی جو چاند کے سفر پر مبنی
تھی اس نے جو کچھ لکھا اُسی حد تک اسی صورت میں دنیائے سوا
سال بعد راکٹ کو چاند کی طرف بجنڈ ہوتا دیکھا۔

ان سائنسی کہاوتوں اور نجد میں حقیقی چاند کے سفر کے مابین جو یکسانیت دیکھی گئی۔ وہ جہاں کن تھی۔ مثلاً

لابیضے کے وہی طریقے استعمال ہوئے جو ناولوں میں تھے
چاند کی رنگت یکساں تھی۔
چٹانوں کے نمونے۔

چاند پر پہلا نام نہ تھ
چاند کے سفر میں استعمال کیا جانے والا لباس۔
امریکہ کے جھنڈے کا چاند پر لگایا جانا۔

زمین اور آسمان کا نظارہ۔
ان سب باتوں کو لکھنے سے کیا مطلب ہے؟ یہی کہ آدمی

کے اندر ایسی قوتیں موجود ہیں کہ وہ مستقبل کو دیکھ سکتا ہے۔ اور
اس کے لیے تربیت یافتہ۔ ویدیا فی قوت کی عزت دیتے ہیں۔



مرحہ

سائنسی واقعات کی پیش گوئی

امین

چونکہ حقیقت کا روپ دھارنے سے قبل ہر چیز ہمارے
ذہن میں پہلے جنم لیتی ہے۔ انفرادی واقعات کے علاوہ ہم قومی
سطح پر دوٹو ہونے والے واقعات کو بھی بڑی حد تک دیکھ سکتے
ہیں اور پیش گوئی کر سکتے ہیں۔

ہزاروں دماغ اس پروسس میں مصروف ہوتے ہیں، مثلاً
آئرلینڈ میں کیتھولک اور پروٹیسٹنٹ فرقہ کے افراد کی نفرت
انگیز اور ایک دوسرے کے لیے قاتلانہ سوچیں، اس بات کی
دور دراز ہیں جو مذہبی نوعیت کے فساد دہاں ہو رہے ہیں۔ کیونکہ

جو کچھ ان کے ذہنوں میں ہے۔ وہی سامنے آ رہا ہے۔
 یہی بات عربوں اور یہودیوں کے بازے میں بھی کہی جا
 سکتی ہے۔ ۱۰۔ کچھ کے بدلے آئندہ "سارویر جاری اور ساری
 ہے۔ ان سب نظروں کو سامنے رکھ کر یہ پیش گوئی کی جا سکتی ہے کہ
 آئندہ بھی امن نہ وبلا ہوتا رہے گا۔

دیکھا گیا ہے کہ بعض قومیں اپنے اندر سوائے تنگ نظریات کے
 اور کچھ نہیں رکھتیں۔ ان کا انداز زندگی فرسودہ اور تکلیف دہ ہے۔
 اس بنا پر ان کی کارکردگی بھی خواب ہے اور وہ فائدہ مند بھی نہیں ہیں۔
 چونکہ وہ تبدیلی کو روکنے کی خواہاں ہیں۔ اس لیے ان کی زندگی میں
 اچھی بات نہیں آتی۔ آج کا سب سے بڑا مسئلہ بھی یہی ہے کہ آج کی
 افراد کے ذہنوں کو کس طرح سمجھایا جائے۔

۱۔ مالک کل میرے والدین پر رحم فرما

گزنی ہیں کتنی صلیبیں میرے دریچے میں
 ہر اک اپنے سیمائے خون کا رنگ لیے

کسی پر کرتے ہیں "اربر بارہ" کو قربان
 کسی پر ہوتی ہے سرسبز شاخسارِ دو نیم

کیا قوموں کے درمیان ایسی سوچوں کی بنا پر افہام و فہم کی
 فضا ابھر سکتی ہے۔ نفرت اور تعصب پر دونوں دو خوفناک
 چیزیں ہیں جو صرف تباہی لاتی ہیں۔
 فرما اس آدمی کو دیکھیں جو احساسِ عروسی کی جانتی تصویر نظر
 آتا ہو۔ ایک معصوم میں وہ اپنی منفی سوچ کا اظہار ہوتا ہے۔ اسے
 دور ہی سے آپ تار لیتے ہیں۔

قوی اور بین الاقوامی واقعات جو مستقبل میں ہونے والے
 ہیں ابھی سے شکل بنا رہے ہیں۔ واقعات ہوتے رہتے ہیں اور یہی
 واقعات ایک نئے واقعات کے لیے راہ ہموار کر دیتے ہیں۔ چونکہ
 ایک غیبی خبر ایک جیسی خبر کی سمت برکتی ہے۔ ایک "وجہ" کا موجب بن
 واقعہ جنم دیتی ہے۔ اور پھر یہ واقعہ دوسری "وجہ" کا موجب بن
 کر ایک اور واقعہ کی تشکیل کرتا ہے۔

۲۔ رحمتِ خداوندی پر رحم فرما

اگر لوگوں کا ایک بہت بڑا برعوم ذہنی طوفان برپا میں آجائے
 تو اس کا نتیجہ اشتعال کے سوا اور کیا ہو گا؟
 اگر آپ کے اندر وجدانی احساسات ہیں تو برائے نامانی ہونے
 والے واقعے کو جھانپ سکتے ہیں۔

وقت کے آنے والے لمحات میں پیچھے کے لیے آپ کو

عرف پر کرنا ہوتا ہے کہ آپ اپنے ذہن کو آزاد نہ چھوڑ دیں۔ دیکھیں
 آپ کے ساتھ اوروں کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ حال
 میں جو عمل کیا جا رہا ہے اسے پیشہ نگاہ میں رکھیں۔
 مراۃ کے اکٹھے ہوتے پر آپ خود سے بچیں۔ اس پھر
 کے حوالے سے میرے ساتھ کیا ہو سکتا ہے؟
 ذہن میں جو بات ابھرے اسے تحریر کر لیں۔ چاہے یہ بات
 مبہم اور فضول ہی کیوں نہ لگے۔
 فرمیں کہ آپ کو کیا خیال ہے کہ کل یا کچھ دن کا موسم کیا
 کیسا ہوگا؟
 042-36374864

مر پور

الحمد للہ رب العالمین پر رحم فرما۔۔۔۔۔ آمین

در اصل مشق ہر چیز پر موزوں کے لیے لازمی چیز ہے۔ ذہن کو
 حقائق اور افسانے دونوں سے جدا کرنا سیکھیں۔ توجہ نہایت
 ضروری ہے۔ اس کی بنا پر درست اطلاعات مل سکتی ہیں۔
 مستقبل کا ہر واقعہ بنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا مختلف
 وجوہات سے اور اس کی تشکیل میں ہزار ماسوچیں اور اعمال شامل
 ہوتے ہیں۔ اگر آپ دوسروں کی سوجھ بوجھ سے رابطہ قائم کر لیں تو
 پتہ چلے گا کہ مستقبل کو کس طرح بنانے کی سہولت ہے۔
 ماضی سے پیچھے ہٹنا ایک نودھ ہے کسی وقت وہ

پرسپشن کے تجربات کر رہے ہیں۔

۱۹۶۶ء کے آخر کی بات ہے مجھے ای۔وی ڈبلیو نام کے ایک صاحب کے پاس سے ایک خط ملا۔ انہوں نے لکھا تھا کہ ان دنوں وہ اپنے اندر ایک عجیب صلاحیت ابھرتی دیکھ رہے ہیں۔ وہ اکثر دوسروں کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کو قبل از وقت جان لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ بین الاقوامی سطح پر ہونے والے واقعات بھی ان کے علم میں قبل از وقت آجھلتے ہیں۔

یہ صاحب پچیس سال کے ہیں اور انہوں نے ایک ایسی عورت سے شادی کی ہے جو چھٹی صنف کے مولے میں ان سے بھی کچھ اگے ہے۔ انہوں نے دنیا کا کارڈو چھوڑ دیا کہ وہ پہلے بچہ جنم میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔

میں نے انہیں لکھا کہ ایسے واقعات کو بہن لکھ کر بھیج دیا کریں۔ انہوں نے لکھا — کہ وہ جو کچھ لکھ رہے ہیں۔ وہ اپنے محسوسات کی بنا پر لکھ رہے ہیں۔ یہیں لکھا۔ یہ خط نومبر ۱۹۶۶ء میں ملا تھا۔

۱۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ جانسن صاحب اب صدر امریکہ بنیں۔

۲۔ ڈونگال کا اب اختتام ہونے ہونے والا ہے۔

۳۔ پانی اور ہوا کی بنیاد پر محبت عامہ متاثر ہو رہی ہے۔

۴۔ ویت نام میں امریکہ نہیں جیتے گا۔
۵۔ چین اور روس کے اختلافات جنگ کی شکل میں ظاہر ہوں گے۔

۶۔ پوری دنیا میں موسم کی تبدیلیاں ہوں گی۔
۷۔ ہماری مادی سوسائلی تباہی کی طرف جارہی ہے۔
۸۔ یہ باتیں کتنی زوریت تھیں۔ اب آپ سب جانتے ہیں۔
۹۔ میں نے یہ سب لکھ دیا۔

۱۰۔ ڈل ایسٹ میں کیمونزم کا غلبہ ہو رہا ہے۔

۱۱۔ ڈاکٹر ثروت گئے گی۔

۱۲۔ یہ تمام لکھ دیے ہیں۔

۱۳۔ ویت نام میں جنگ پھیلے گی۔

۱۴۔ امریکہ کی سالک مددروں کی نظر میں گر جائے گی۔

۱۵۔ عربوں میں ہمارا وقار تباہ ہو جائے گا۔

۱۶۔ قبرص میں جنگ ہو گی۔

۱۷۔ یہ ساری پیش گوئیاں درست نکلیں۔

گو یا نبی لباب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص محسوس کرے

کہ اس کے اندر روحانی صلاحیت ابھرتی ہے۔ اسے چاہیے۔

کہ وہ اسے دوسروں کو بتائے چاہے کوئی اچھا سمجھے یا برا۔ لیکن

میں بہت سے لوگ اپنے حواسوں پر مشرک رہنے لگتے ہیں۔

الذی یزید رحمہ فرما۔۔۔۔۔ آمین

تاریخ نگاری جاتی ہے۔ اور اسے "ریکارڈ" پر محفوظ کر لیا جاتا ہے۔
 یہاں لکھنا غلط نہ ہوگا کہ پچھلے تین برسوں میں ہمیں ایسی بہت
 سی رپورٹیں ملی ہیں۔ جن میں بین الاقوامی واقعات کے بارے میں
 پیش گوئی کی گئی تھی اور وہ سب کی سب درست تھیں۔

ان رپورٹوں سے ثابت ہوتا ہے کہ بہر حال مستقبل کے
 بارے میں درست پیش گوئی ممکن ہے۔

ہمارا کام صرف یہ ہے کہ کسی طرح ان ذہنوں کو جن میں حساسیت
 یا حد درجہ پائی جاتی ہے۔ انہیں صیقل کیا جائے اور اس
 کام کو سائنسی بنیاد پر لایا جائے۔

ان رپورٹوں کی بنیاد پر یہ خیال ذہن میں جو بڑھتا ہے کہ کائنات
 میں کوئی بھی واقعہ محض حادثاتی طور پر نہیں ہوتا۔ اس کے پیچھے
 حساب ہوتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو یہودی کائنات افراقی
 میں دکھائی دیتی۔

ویسے ہیں ذہن اور اس کی طاقتوں کے بارے میں اس قدر کم
 معلومات ہیں کہ ہمیں پتا نہیں چلتا ہمارے خیالات جب دوسروں کے
 خیالات سے ملتے ہیں تو کس قسم کے واقعات جنم لیتے ہیں۔ بہر حال
 ہم بڑا آہستگی سیکھ رہے ہیں کہ ہم کس طرح اپنے حواس خمسہ سے آگے
 جا کر اپنی آگہی کو بڑھا سکیں۔ اس کے لیے ہم چھٹی حس یا ایکسٹرا سنسوری

پیش گوئی کا کام

مرحہ

پیش گوئی۔ ان دنوں ایک کمالیہ کا بڑا ذریعہ بنی ہوئی ہے۔
 اس ذہن میں بہت سے ایسی افراد بھی ہیں جو صبح اس کام کی
 قدر رکھتے ہیں مگر ان میں بہت سے عطا فیہ بھی شامل ہیں۔
 ہیرالڈ شوشن نے لپے کتاب میں لکھا ہے۔

”میری تنظیم یا سو سرائی دراصل ان لوگوں کے اس گھر
 کے بارے میں تحقیقاتی مجموعہ کو مہم ہے جو پیشہ ور نہیں ہیں جو
 جو رقم کے لیے یہ کام نہیں کرتے بلکہ جو انفرادی طور پر محض اپنی
 تربیت اور شوق کی بنا پر اس مشغلہ سے منسلک ہیں۔“

ہمارا ادارہ ایسے افراد سے رپورٹیں حاصل کرتا ہے۔ ان پر

اور باگل بن کا خوف انہیں گھیر لیتا ہے۔ اسی لیے میں نے اپنے سارے
 افراد کو دعوت دے رکھی ہے کہ وہ اپنے عسکرانہ سے مجھے مطلع کرتے
 رہیں۔ ہم دراصل یہ طے کرنا چاہتے ہیں کہ ان خان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ہم
 انہیں اس بنیاد پر یہ بروقت آگاہ کرتے ہیں کہ آیا وہ واپسوں کی گرفت
 میں تو نہیں ہیں۔ یا واقعی ان کے اندر ایسی قوت پائی جاتی ہے جو یہ
 "غیر قابل" ہے اور جہیں صبح پیش گوئی کی اہلیت موجود ہے۔



مرچو

ایک یار حجب آپ یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ آپ کا ذہن وقت
 کے آئندہ سروں تک جا کر فانی اور غیر فانی سطح پر پیش آنے والے
 مسائل کو دیکھ سکتا ہے تو پیش گوئی کا کام آسان ہو جاتا ہے مگر
 سوال یہ ہے کہ آیا آپ مستقبل کے بارے میں جاننا بھی چاہتے ہیں یا
 نہیں۔

منزاور مسٹر محل کا واقعہ ہر اللہ شرمین نے لکھا ہے ان کے
 خط کو دیکھئے۔

مسٹر محل نے لکھا ہے کہ میں اور میری بیوی دونوں "حسی"
 ہیں۔ ہم لوگوں کو اپنی صلاحیت کا علم اس وقت ہوا جب ہمیں ایک

خانہانی مسئلہ پیش آیا۔ اس مشکل سے بچنے کے لیے ہم نے مادی مال کے علاوہ روحانی وسیلے بھی استعمال کیے۔

تقریباً بالکل موقع پر ہمیں محسوس ہوا کہ ہم نے حل دریافت کر لیا ہے۔ یہی حالات رو پڑ کر ہونے لگے۔ یوں لگتا ہے جیسے ہمیں کسی ادب والی طاقت سے رہنمائی مل رہی ہے۔ اور ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ ہماری نہیں بلکہ کسی اور کی منصوبہ بندی ہے۔ ہم نے ان حالات پر توجہ دینی شروع کی جو ہماری تباہی کا موجب بن سکتے تھے۔ ہمیں ایک سیاح قصہ نظر آئی۔ پھر حالات ہمارے حق میں ہوتے چلے گئے۔ اب ہم لوگ آرام سے رہ رہے ہیں۔

اب جو کہ ہمارے فکری فروع سے روک کر رہا ہے وہ اس قانون پر عمل دیتے اسے عقلی طور پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے اس قانون پر عمل کیا تھا جو انسانی زندگی اور کائنات کو تابع کیے ہوئے ہیں۔

اس قانون پر عمل کرنے کے لیے ہم نے عرف یہ کیا تھا کہ اپنی باطنی آواز، مسمیٰ تھی۔ پھر جیسا کہ قانون ہے کہ جیسے سوچو گے ویسے ہوگا، دوائی نبات ہوئی۔ اس پر چلو، ٹھیک بولو اور اپنے دل کی آواز سنو یا یوں کہنے کہ ایک درخت کی طرح بن جاؤ۔ اپنی جڑیں علم کی گہرائیوں میں پھیلاؤ تاکہ آنکھیاں اور موسم متبہیں ہلا رہیں۔

یہیں ان دولاں کو پنا جلا تھا کہ وہ - آٹو میٹک رائٹنگ سے عمل سے فیض یافتہ ہو سکتے ہیں۔

یہاں آر تھر فوڈ کے بیان سے کچھ سنیں۔

میلیم شب پت آدمی کو بے حد حساس بنا دیجیے حساس آدمی ہی میلیم شب کا اہل ہو سکتا ہے جن لوگوں کے اندر چھپی حس زیادہ ہو انہیں کوشش کر کے خود کو اس لائق بنانا چاہئے کہ وہ حجب چاہیں کھول سکیں۔

ایک دفعہ فاؤنڈیشن کے ریکارڈ سے پتا چلا کہ کہ آدمیوں کی ایسی بڑی تعداد موجود ہے۔ جن کی سوچ کی سطح بہت بلند ہے اور آسانی سے مستقبل کی آگاہی حاصل کر لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں آدمی کا بڑھا کھٹا ہونے کی بھی کوئی شرط نہیں ہے۔

یہاں ہم ایک ایسی حسی عورت کی نصیحتیں لکھ رہے ہیں جو ان کے بلند رتبہ پر تھی۔ وہ لکھتی ہے۔

رات کی خاموشی میں بیٹھے ہوئے بارش کو اپنی کھڑکی سے نکالتے سنتی ہوں۔ اور پھر سوچتی ہوں کہ ان سارے دوستوں سارے دشمنوں کے ساتھ جن میں ماضی میں طبع رہی ہوں کیا ہوا ہے؟ مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ بہت سے ان میں مرچے ہیں۔ اور بہت سے ان میں بالکل اجنبی ہی طرح اس وقت تنہا بیٹھے سوچ رہے ہیں۔

میرے پاس آج کی خوشی کے لیے ایک پیغام ہے۔

اسے نوجوان نسل، ہمتارے پاس خود کو تسلیم کرنے کے

کافی فرائض میں خود کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر لو۔
 کام کرنا شروع کر دو۔ اس سے قبل کہ تمہاری جوانی بڑھاپے
 میں بدل جائے اور تم کچھ نہ کر سکو۔
 اگر تم نے جوانی میں کچھ کر لیا تو تمہارے بڑھاپے کو بھر کوئی
 خطرہ نہیں ہوگا۔
 اس ہی نام کو سونہ، گھجوا اور اس پر عمل درآمد کرو۔



خداوند کی نافرمانی اور جہنم کی آگ

مرچو

سرسبز مین لکھتے ہیں۔
 اکثر میرے پاس دنیا کے مختلف حصوں سے ایسے خطوط
 آتے ہیں جن میں مجھ سے درخواست کی گئی ہوگی کہ میں چٹے
 پورے حوالوں کے سلسلے میں اپنی روحانی قوتوں کے ساتھ
 ان کی مدد کروں۔

میں فرائض بھی کبھی ان کا جواب دیا ہوں۔ مجھے اکثر نقشے بھی
 بھیج دیے جاتے ہیں۔ جن میں زمینوں، تالابوں، دریاؤں وغیرہ
 کی مکمل تفصیل بھی ہوتی ہے۔ ان میں سے کئی ایک خطوں سے پتا
 چلتا ہے کہ واقعی کوئی خزانہ وہاں ہو سکتا ہے۔

میں نے اس کے لیے صرف اس لیے کوشش نہیں کی کہ مراد میرا اندازہ غلط ہو اور لوگوں کا دوسرہ اور محنت خواہ خواہ ضائع نہ ہو۔
کوئی ہوئے کاغذات اور وصیت نامے بھی اسی ضمن میں آئے ہیں۔

اس طرح کا ایک واقعہ اجالوں سوئٹڈن برگ کا ہے جو ایک ماہر علوم روحانی تھا۔

اسٹاک ہوم میں ایک بیوہ عورت شوہر کی موت کے بعد سخت بدیشان تھی۔ شوہر ایک مشہور آدمی تھا اور اس کی موت کے بعد بہت سے قریبی خواہ نگاہ نگاہ لگے اور انہوں نے رقومات کا مطالعہ شروع کر دیا۔
بیوہ سوئٹڈن برگ سے ملی اور کہا۔ براہ کرم میرے شوہر کی رور سے رابطہ قائم کریں اور پوچھیں کہ اس نے جو رقومات ادا کی تھیں ان کی رسیدیں کہاں رکھی ہیں۔ دوسری صورت میں مجھے دانسی کے لیے تمام جائیداد بیٹی ہوگی۔

جواب میں ماہر روحانیت نے کہا۔ عمر میں جو کچھ کر سکتا ہوں کروں گا۔ تاہم مجھے یقین نہیں کہ میں آپ کے شوہر کی رور سے رابطہ قائم کر سکوں گا۔ بہر حال میں کوشش ضرور کروں گا۔ چند روز بعد اچانک سوئٹڈن برگ نے بیوہ کو فون کیا اور کہا کہ اپنا

شوہر کی مطالعہ گاہ میں لے چلیں۔ شاید میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ پھر بیوہ اسے مطالعہ کے کمرے میں لے گئی۔ جب سوئٹڈن برگ لے گیا۔ میں مدح کی بدایت پر یہاں آیا ہوں۔ اس نے ایک نئے کو پیڑ اودھ اچانک کھل گیا۔ وہاں ایک خفیہ دروازہ موجود تھی۔ جہاں تمام رسیدیں بھی موجود تھیں۔

یہ واقعہ بالکل سچا ہے اور ریکارڈ پر ہے۔
واقعہ آج سے چند سال پہلے ہوا تھا۔ تاہم آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جن کے اندر روحانی طاقتیں ہیں۔ اور وہ ان طاقتوں کا مظاہرہ بھی کر چکے ہیں۔

ان جیت انجمن لوگوں میں سے ایک ملی انجمن بھی ہے۔
وہ سائنسدان بھی ہیں۔ علم نجوم کے ماہر بھی اور انیسٹرٹانک پراسند کا درجہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے خفیہ خزانوں کی تلاش کے ضمن میں خاصا نام کمایا ہے۔
ان فنون کی توثیق کبھی ہوا سکتی ہے۔

لوں سمجھیں کہ ہمارے بدلے کا ہر انفرادی سبیل ذہانت کا ایک فرانسیسر ہے۔ دماغ اس کا سیدونگ منتشر ہے۔ یہ ایک اطلاعی کپیوٹر ہے۔ یہاں سے اطلاعات شعور میں داخل ہوتی ہیں۔ سبیل یہ اطلاعات عشاہری فنون سے حاصل کرتے ہیں۔ یہاں سے ہمارا شعور اور راک کی منزل پر پہنچتا ہے اور ہم مستقبل میں جھانکنے

کے لائق ہو جاتے ہیں۔

فرم کریں کہ ہمارے بدن کا ہر سیل ایک خاص قسم کی فریکوئنسی پر خاص اطلاعات وصول کرنے کے لائق ہے اور یہاں سے شور کو اطلاعات بھیجی جاتی رہتی ہیں۔

قدرت پر شخص سے غور گفتگو رہتی ہے۔ بشرطیکہ وہ نئے ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں!

جب کبھی میں کسی خزانے کے بارے میں سوچتا ہوں۔ میں سوچتا ہوں کہ کل موسم کیسا ہوگا۔ پھر بدن کو اس فری کونسنسی بد رنگانے کی کوشش کرتا ہوں۔

پھر عناصری ذہانت سے مجھے اپنے سوال کا جواب مل جاتا ہے جو لوگ یہ طریقہ اختیار کرنا چاہتے ہیں انہیں میں یہ بتانا ہے ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ جان لیں یہ طاقتیں اس طرح حرکت میں لاتی جاسکتی ہیں جس طرح کہ خیالات کسی کے بدن میں لائے جاسکتے ہیں۔ مثلاً بد دعا دی جاتی ہے۔

آپ کے خیالات کیسے ہی کون نہ ہوں یا ذکر کھیں یہ داپس آپ کی سمت مزدور لوٹتے ہیں۔ اسی لیے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان طاقتوں کو مستقل دیکھنے کے لیے مدت استعمال کریں بلکہ مستقبل بنانے کے لیے استعمال کریں۔

اگر آپ کو صحیح جواب مل جائے تو اس سے تحفظ کا احساس

ہوتا ہے۔

یہ چھٹی س کی قوتیں ہر آدمی کے بس میں ہیں مشقوں کے ساتھ انہیں ابھارا جاسکتا ہے۔ عقیدہ بھی ضروری ہے اور فلسفہ کو شیئر بھی لازمی شے ہے۔

آدمی کا ذہن اگر کسی شے کی تلاش میں شدت سے لگے۔ تو وہ اکثر اسے پا ہی لیتا ہے۔ خدا کے کام بڑا سرا ہوتے ہیں۔

آپ کو کسی خزانے کی تلاش ہے؟ کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ کا دماغ انہیں تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا؟

کیوں نہیں۔ اگر دوسرے تلاش کر سکتے ہیں تو آپ بھی تلاش کر سکتے ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین پر رحم فرما۔ آمین

تخلیق کا راز ہے۔ جس طرح آپ زمین میں ایک مفصلہ کی تصویر اٹھاتے ہیں۔ اور اسے حاصل کرنے کے لیے کام شروع کرتے ہیں۔ تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ اس طرح ہمیں یہ بھی ماننا ہو گا کہ دوسرے آدمی کے پیشگو و مسومات ہو کر آپ کے مستقبل سے متعلق ہیں۔ اگر وہ آدمی اس پر تو جرح کر کرے تو آپ کے ساتھ وہی کچھ ہو سکتا ہے۔ جو وہ سوچ رہا ہے

جس سے آپ خوف زدہ ہوتے ہیں۔ وہی اکثر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ایک جیسی شے ایک جیسی شے کو کھینچتی ہے۔ یہی قانون ہے۔ اگر آپ غم جو ہم پر عائد رکھتے ہوں تو یقیناً پیشگوئوں کا مصیبت آپ کے گرد کھینچ آئے گا۔ آپ اس میں سستہ ہو جائیں گے۔ اور ان کا کہنا اگر آپ کی زندگی پر برے لگا۔

میرے ایک دوست نے ایک بار مجھے بتایا کہ وہ خود سے کوئی فیصلہ نہیں کر پاتا بلکہ اپنے فیصلے وہ مجرم کی روشنی میں کرتا ہے۔ گویا آپ اپنی سلیب اپنے کانڈیوں پر لٹا لیتے ہیں۔ ہماری کوششیں یہ بات ہرگز نہیں آسکتی کہ آخر مجھے مفروضہ کیوں پیدا ہوئے ہیں۔ اور ہماری زندگیوں میں حادثات کیوں رونما ہوتے رہتے ہیں۔ جب تک ہم ان کا تعلق ماضی کے کوٹوں، کھدروں میں نہ جوڑیں اور قانون عمل اور رد عمل کو اس کی تشریح کے لیے نہ استعمال کریں۔

نئی اور کوئی پیشگوئیاں

ایک ماہر کے کہنا کے مطابق آج تک کسی بھی سوچ رہی ہے۔ مجبور کر سکتے ہیں۔ یہی ہر انسان کو دین آج تک کسی بھی سوچ رہی ہے۔ جنہوں نے اپنے غمزدوں و غمزدوں کے بارے میں ایسی پیشگوئیاں کی تھیں جو بعد میں ہوئیں۔ کہ دراصل ہونے والے واقعے میں ان کی پیشگوئی کا پانچ تھا۔ اور انہوں نے دراصل تجویز کی طاقت کے تحت یہ واقعہ رو پڑ کر لیا تھا۔

تو کیا یہ ممکن ہے کہ اگر کسی سے یہ کہا جائے کہ اگر تم سوٹ مارا کیل پر بیٹھے تو تمہیں حادثہ ہوگا اور پھر وہ حادثہ ہو جائے گا۔ ویسے بڑی حد تک اس میں سببائی ہے۔ زمین انسانی بڑا

حبیب ہم تجویزوں کو اپنے اذہم مسئلہ کر لیتے ہیں تو کیا ہم اپنے ذہنوں کو محدود کر دیتے ہیں۔ اور ہم کوئی کوشش نہیں کرتے کہ ان حالات کو دور کر سکیں۔ آواگون کا فلسفہ بھی ایک ایسا ہی فلسفہ ہے۔ جو آدمی کو مفلوج کر دیتا ہے۔ ایک بار حبیب وہ یہ سوچنے لگتا ہے کہ جو کچھ اس کے ساتھ ہو رہا ہے وہ پچھلے جہم کا خمیازہ ہے تو وہ اپنی تخلیقی صلاحیتیں کو دیتا ہے۔ آخر ان خود ساختہ سزاؤں سے آدمی کس طرح بچے؟ دوسری طرف یوں سمجھیں کہ آدمی کی تاریخ دیکھیں۔ انسانوں نے انسانوں کے ساتھ کیا کیا مظالم نہیں کیے۔ آج بھی آدمی دوسروں کے لیے کیا کر رہا ہے۔ ان کی روشنی میں صاف معلوم ہے کہ جو تخلیق کار یعنی خدا ہیں بچانے اور ہمارے مستقبل کو محفوظ رکھنے کے لیے کچھ نہیں کر رہا ہے۔ وہ اگر کچھ نہ کرتا تو کیا ہم زندہ ہوتے۔

مذکورہ بالا باتیں ہماری عقل کے بلکل برعکس ہیں کی زندگی تباہ ہو جاتی ہے یہ کوئی نیا کچھ بات نہیں۔ حالانکہ آدمی ایک آزاد انتخاب کا مالک ہے مگر اس نے ابھی تک یہ نہیں سوچا ہے کہ اس کے غلط اقدامات کس طرح دوسرے انسانوں کو متاثر کر رہے ہیں۔

وہ ہم آدمی کی اس شراب تازہ سچ کے بعد بھی یہ کہا جاسکتا ہے آدمی نے بہر حال جانوروں کے اسٹیج سے ادباً بچنے کی کوشش فرزد کر کے۔ وہ ستاروں پر گنبدی چھینک رہا ہے۔ پس ترقی یہ ہو رہی

ہے کہ اس نے ساری توجہ مادی ترقی پر لگا رکھی ہے۔ روحانی ترقی سے دور ہوتا جا رہا ہے۔

پتہ یوں نے ہر چند کہ انسان کو بار بار ڈرایا ہے کہ خدا گنہگار انسانوں کے لیے سخت عذاب رکھتا ہے۔ تاہم وہ ادھر بھی تک راضی نہیں ہوا ہے۔

اب کچھ پیشگو حضرات کے بارے میں۔

جین ٹوکسن امریکی کے مشہور پیشگو کی حیثیت سے جانی جاتی ہے۔ وہ بلورینی اور ٹیلی پیشی کے ذریعے پیش گوئی کرتی ہے۔ اس نے بہت سی شخصیتوں کے بارے میں بھی پیش گوئیاں کی ہیں اور حالات کے بارے میں بھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس نے غلطیاں بھی ہوئی ہیں مگر وہ بہت زیادہ پیمانے پر کامیاب کہی جاسکتی ہے۔

ایک مشہور پیش گو نے لکھا۔۔۔ آمین

بہت سے لوگ مستقبل جاننے سے گریزاں رہتے ہیں۔ جن اگر انہیں اچھی باتیں سننے کو ملیں تو وہ تیار ہو جائے۔ دیکھا گیا ہے کہ وہ اسی لیے افراد کے پاس جاتے ہیں تاکہ دل خوش کن باتیں سن سکیں اور قسمت شناس افراد ان سے بتاتے بھی ایسی ہی باتیں ہیں۔ وہ قسمت شناس جو اچھی باتیں سنیں بتاتے ان کا کام بند ہو جاتا ہے۔ گویا آدمیوں کی سچ نگاہ دیکھنے کا کام محض

تغیض اوقات ہی ہے۔ یہ لوگ اپنے کو بدلنا ہی نہیں چاہتے۔
 آج کل بازاروں میں ایسی کتابیں خوب کھتی ہیں جن کے
 اندر آدمیوں کو کوئی "جادوئی تعویذ" دیا گیا ہو جس سے ان
 کے سارے کام بن جائیں۔

زرا سوچیں اگر زندگی کے مسئلوں کو محض ایک توہم سے حل کیا
 جاسکتا ہے تو پھر کیا ضرورت ہوتی ہے کہ لوگ مفت میں ماہروں
 سے ملنے کے لیے خون پسینہ ایک کرتے پھریں۔
 آدمی کے بارے میں سفر و سمن کا تبصرہ۔

آدمی اس وقت تک اپنے اوپر اعتبار نہیں کر سکتا جب تک اسے
 کہ وہ غمناک نہ ہو اور زندگی کے ہر لمحہ مطالبہ کا سامنا نہ کرے۔
 تک کہ وہ دوسروں کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں نہیں سنبھال سکتا۔
 وہ بہر حال اپنی تقدیر کو نہیں بنا سکتا۔

آج جو آدمی حیران ہے اس کی وجہ نئی ترقی نہیں ہے۔ بلکہ
 اس کی وجہ یہ ہے وہ نئی ترقی کے ساتھ خود کو مربوط نہیں کر پایا
 ہے۔

والدین کو خدا کی طرف سے یہ ذمہ داری دی گئی ہے کہ وہ
 اپنے بچوں کی ہر طرح مدد کریں۔ مگر چونکہ اب یہ تقاضا مفقود ہے۔
 اس لیے جبرائیل گیب سائنس ہے۔

دنیا کے اندر جس قدر برائیاں ہیں۔ ان کی بنیاد سب

ذخیرہ اندوزی اور لالچ ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ زیادہ
 سے زیادہ اشیاء کا مالک بنے اور اس پر فخر کر سکے۔
 یہ ایکسٹرا اسٹوری پرسن یا ادراک ماورائے حواس یا
 چھٹی حس کیلئے ہے؛ دراصل زندگی کی تینوں جوبڈن کو چھوڑ دیتی ہیں۔
 اور اوپر چلی جاتیں ہیں۔ وہی اس بات کی ذمہ داریاں اور اسی کی
 بنیاد آدمی کے اندر پیداوار کا ابھرتا ہے۔

یہ مردہ انسانوں کی زندگی "زندگی آمیز قوتیں" مسلسل زندہ
 رہنے سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔ مگر چونکہ
 ان کے زیادہ تر دماغ اپنے اندر ایک فحیل رکھتے ہیں۔
 انہیں انسانی سے پہنچ نہیں باتیں۔

انہیں پیدا ہوتا ہے کہ یہاں یہ پیش گوئیاں اور نظریات
 کیوں لکھے گئے ہیں؟

انہیں پیش کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ یہ سب کے سب
 تسلیم کر لیے جائیں یہاں صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ چھٹی حس کے
 ریسرچ ادارے کو کس نوعیت کی معلومات فراہم ہو رہی
 ہیں۔ پیش گوئیاں جو کی جاتی ہیں اگر ان پر توجہ دی جائے تو
 حالات کو قبل از وقت سدھارنے کی کوشش تو ہو سکتی ہے۔
 اس کے لیے ہمیں اپنے اندر تبدیلی لانی ہوگی۔ سوچ کی تبدیلی۔
 محسوسات اور عمل کی تبدیلی۔ تاہم جیسا کہ اس تجزیہ پر عمل

کر رہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ میں کسی طرح ہم بہر حال زندہ رہیں گے۔
دوسرے ہو سکتا ہے مگر ہم بچے رہیں گے۔ لہذا انکار کی
کیا ضرورت ہے؟

مگر کس قدر نقصان دہ ہے۔ مگر لوگ پلارہے ہیں۔ خراب
کس قدر بری چیز ہے۔ مگر پینے والے کہاں چھوڑتے ہیں۔
آج آپ جو کچھ کہتے ہیں۔ وہی بات آپ کے مستقبل کی تعمیر
کرتی ہے۔ اپنا جائزہ لے لیں اور آپ اُمان سے بتا سکتے ہیں کہ کل کیا
ہو سکتا ہے۔

آخر ہم کیا کریں؟

آئیے اس موضوع پر بھی بات کرتے ہیں۔

مرچو

ایک عظیم شخص نے ایک بار کہا۔

ہمیشہ یاد رکھو۔ زندگی ایک انفرادی تحفہ ہے۔ جو دوسروں کے

ساتھ بٹورنا ہے ضروری نہیں کہ تمہارے ساتھ آدمی ہو۔

خدا نے ہر ذرہ کا ایک بڑا حصہ ہمارے شعور میں موجود کر رکھا ہے۔

وہ فہانت ہے۔ اگر ایک بار آدمی یہ جان لے کہ کس طرح اس حصے سے

مربوط ہوا جاسکتا ہے تو یہ یاد رہیں ہر طرح کی رہنمائی دینے لگتی

ہے۔ پھر آدمی بڑی سے بڑی مشکل بھی حل کر لیتا ہے جو وہ عام حالات

میں خود سے کبھی نہ کر پاتا۔

میں شخص کے یہ الفاظ ہیں اس کا نام ہے ہیری جے لور۔

اے مالکِ کُل میرے والدین پر

۔۔ یہ ایک مشہور روحانی آدمی تھے۔

یہاں ہر اللہ شہرین کی جانب کچھ کہیں سرسبز مکی جوار ہی میں تاکہ
آپ جان سکیں کہ خدای قوت کسی طرح آدمی کی مدد کرتی ہے۔
پہلی بات یہ جان لیں کہ کائنات میں جس طرح جسمانی یا
یامادراتی قوانین کاربند ہے۔ اسی طرح یہاں ہر مدد معانی قوانین بھی
سرگرم ملتے ہیں

یہاں رہی جہاں لیں کہ اور اس کے واسطے اس کی خوشی
 زمان و مکان کے دائرہ میں محدود نہیں ہیں۔ اسے آپ فہم کی
 ارفع طاقتوں کا نام بھی دے سکتے ہیں۔

ایک نئی خیمت کا اضافہ ہو جائے گا۔

اس کی بنا پر آپ اپنی شدید اثر انگیز دعاؤں اور مراقبہ وغیرہ سے بہت عرصہ نتائج حاصل کر سکیں گے۔
اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے دیکھ کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ برابر یہ کوشش کرنی پڑتی ہے کہ اُدی کو بتایا جائے کہ وہ ارضی عرصہ و سرجن کی بنا پر خود کو محدود نہ سمجھے ہوئے ہے۔

آپ اسی کائنات کا ایک منفرد عظیمہ مشہد حسہ ہیں کائنات جو ایک بڑے دماغ کی مانند ہے۔ آپ اس کا ایک منفرد حصہ ہیں اور اس طرح آپ، دوسرے دماغوں سے تحت الشعور کی سطح

پہرہ مربوط ہیں۔

اس کا مطلب کیا ہے ؟

اس کا مطلب ہے کہ آپ اسی طرح سوچتے ہیں۔ اسی طرح
 محسوس کرتے ہیں جیسے دوسرے سوچ سکتے ہیں۔ آپ
 کی وجہیں دوسروں کے ذہن پر حکمت الشعوہ کی سطح پر جبرست ہو جاتی
 ہیں۔ اہ! دوسروں کے ذہن پر جن کے ذہن آپ کے ذہن کے
 ذہن پر آجودہ دیتے ہیں۔

آئیے ذرا وضاحت کریں کہ جب آپ خدا کی دی ہوئی تخلیقی
قوت کو درست نوعیت کی اواز دیتے ہیں تو کیا ہوتا ہے؟

پہلے آپ کا حجاج کائنات میں کے ساتھ شاعری نہ دیکھیں
 پہچانی ہے اور وہ ہر کسی شخص یا کسی شخصوں کے انفرادی شعریے
 ٹھوکر ایک آواز پیدا کرتی ہے۔ پھر آپ کا کام ہونے لگتا ہے اور آپ
 کی مشکل کا حل نکل آتا ہے۔ یہ واقعہ شعری سطح پر اتفاق نظر
 آتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں کہ ہر وہ چیز جس کا ہمیں تجربہ ہوتا ہے۔
 ہمیشہ قانون عمل اور رد عمل کی تابع ہوتی ہے۔ کوئی بھی چیز علیحدہ
 کتنی دیر اسی جو حادثاتی طور پر کسی نہیں ہوتی۔ اس کے چلیے ہمیشہ
 کوئی نہ کوئی دماغی سبب ہوتا ہے۔ یہی آپ کا یقین ہے کہ آپ اپنے
 مستقبل کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔
 آپ کا ذہن ہر وقت کام کرتا رہتا ہے۔

یا تو وہ آپ کی قسمت آنے والے واقعات کو دفع کرتا ہے۔
یا بعض واقعات کو اپنی جانب کھینچتا ہے۔

اگر آپ کے خیالات مثبت ہوتے ہیں۔ تو وہ زبان و
مکان سے آگے نکل جاتے ہیں اور وہ ان افراد کے ذہنوں سے
رابطہ قائم کر لیتا ہے جن سے آپ کو مدد مل سکتی ہے۔
اگر آپ کے خیالات منفی ہوتے ہیں تو یہی خیالات ان
افراد کے ذہنوں کو دور جھٹکا دیتے ہیں۔ جن سے آپ کو امداد
مل سکتی ہے۔

لوگ ہمیشہ درست قسم کی خواہشات اور درست خیالات
کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ ان کے اندر غلط اور مروتی خواہشیں
دوسری جانب منفی سوچیں لوگوں کو دور ہٹا دیتی ہیں۔ پھر وہ
جاسکتے ہیں کہ آپ کی مدد نہیں کرتے
میں اس میں کیا کام لیں؟
میں سرک برباد رہی تھی اب انک ذہن میں جیسے کوئی بولا۔
”جہاں یاں رقم ارسال کر دو۔“

جہاں یاں میں برف ایک ہی آدمی سے میری مراسلت تھی لہذا
میں سمجھ گئی کہ اس کو رقم بھیج سکتی ہوں۔ وہ ایک بادی کی بیوی تھی
جس کا چرچہ میرو شیمایر کرنے والے مجھ سے تباہ ہو گیا تھا۔ اس
کی ایک لڑکی بھی اس میں شریک تھی۔ میں نے کئی مہینوں سے اس کی

تجارت سے کچھ نہیں سنا تھا۔

میں پوسٹ آفس گئی اور ایک ہزار ڈالر درآمد کر دیے۔ دو
مہینوں بعد مجھے میرو شیمایر کا خط موصول ہوا۔ اس کی کہانی یوں
تھی۔ اس کا ایک لڑکا تھا زارین۔ وہ ٹوکیو یونیورسٹی میں موسیقی پڑھ
رہا تھا۔ اسے ایک جگہ ڈانسنے کیلئے کا منظر ہر کرنا تھا۔ انٹر کیوٹو
ہارٹ بھی کئی کام موسیقار سپاہ جوتے پینیں۔ زو این کے پاس
براؤن جو تھے۔ وہ کسی سے مانگ بھی نہیں سکتا تھا۔ نہ ہی اسے
کہیں سے ادھار کی توقع تھی۔ رقم بھی اس کے پاس نہیں تھی۔ یوں
لگ رہا تھا کہ کنسرٹ میں شریک نہیں ہوسکے گا۔ میری بھی ہوتی
رقم انہیں کنسرٹ سے ایک روز قبل مل گئی تھی۔

دراصل یہ کرشمہ۔ اسی ادھار کو ادھارے حواس کا تھا اس
میں دخل نہ اندازی بھی تھا۔ یہاں دراصل یوں تھا کہ کچھ کی بات
اور حیرت کی کہ سوچنا کا رابطہ ہو گیا تھا۔
ہو تا یوں ہے کہ جب کسی عزیز کے ساتھ ذہنی رابطہ قائم
ہو جائے تو ایک ارتباط تحت، الشعور کی سطح پر قائم ہو جاتا ہے۔
اور جب ہم کسی چیز کے بارے میں شدت سے محسوس کرتے ہیں۔
تو یہ احساس اکثر دوسرے تک منتقل ہوتا ہے۔ یہی بات اب کہیں
میں ہوئی ہے۔

میں یونیورسٹی نے شدت سے محسوس کیا اذنان کے احساسات

مس دی تک منتقل نہ ہو گئے۔ خیال کے بدلے خیال، کپڑے کے بدلے کپڑے، رقم کے عوض رقم۔

دینو۔

میں اس لیے نہیں دیتی کہ اس کا معاوضہ لینا ہے تاہم میں نے دیکھا ہے کہ آپ کا تعاون، بدلے میں تعاون ہی بخشا ہے۔ اس میں درمیانی فاصلے کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔

وہ ایک معنوں میں دینی بومی ریج کا استعمال کر کے دوسروں تک اچھا لگائی سونچانے کے کام میں لگی ہوئی ہے۔ اور جواب میں یہ کہی رہی اچھائیاں ہی لے کر ان کے پاس واپس آ جاتا ہے۔ آخر یہ کس قانون کے تحت ہوتا ہے؟ مس آر پوچھتی ہے۔

اور خود ہی جواب دیتی ہے۔ والدین کی میرٹ والدین کی میرٹ والدین کی میرٹ والدین کی میرٹ والدین کی میرٹ

توانائی ہے۔ کائنات کی ہم آہنگی توازن میں پوشیدہ ہے۔ اسی طرح ایک جیسی چیز ایک جیسی چیز کے ساتھ فٹ رہتی ہے۔ عزت صرف اس کلیہ کی ہے جس کی ذریعے رابطہ ممکن ہوا اور یہ کلیہ اس میں چھپی ہے۔ کوہ کیا نسبت، یکسانیت کو تلاش کر لیتی ہے۔

اگر آپ کو کوئی چیز کوئی شخص دیتا ہے تو آپ فوراً سوچتے ہیں اب اسے میں کیا دوں؟

جب کوئی ایک لطیفہ ہمیں سنا تا ہے تو ہم بھی سوچتے ہیں کہ

مس دی کو یہ بتانا نہیں چلا کہ آخر ضرورت کی نوعیت کیا ہے۔

اسے صرف رقم کے لیے بتانا نہ تھا اور اس نے یہاں یہ جان لیں کہ مس دی نے یہ پیام مسترد بھی کر دیا ہوتا اگر

اس کے دل میں جا پانی عورت کے لیے ٹھنڈی نہ ہوتی۔ یہ اور اسی طرح کے ان گرفت واقعات موجود ہیں جس میں کسی شخص کے ذہن نے اپنے کسی قریبی عزیز کے مستقبل کے بارے میں سوچا اور اسے احساس ہوا کہ اسے مدد کے لیے کیا کرنا چاہیے۔

اب ایک دوسری مثال اس قسم کے معاملے کے لیے جہیں آپ

نے جو کچھ دیا وہ آپ کے پاس واپس ہوا اور مومنافع۔

مس آر کا تعلق ہے۔ وہ بھی ہے۔

ادراک ماورائے حواس سے متعلق ہو کہ میں نے ایسے بہت

سے واقعات کار کیا کرتے رکھا ہے۔ جس میں جو لوگ گئے وہی کاٹو گئے

والا معاملہ سربراہ کیا تھا۔

اس سے بھی یہ بتا چلا کہ جس علاقے میں آپ کوئی تعاون کرتے

ہیں۔ اسی علاقے سے آپ کو تعاون ملتا بھی ہے۔

اگر میں نے کینیڈا کے مشرقی حصے میں کوئی تعاون کیا تھا تو اکثر

مجھے اس کے غلاف جیسے یعنی انگلیڈے لگک ملی تھی۔ اور جو کچھ ملتا

تھے وہ ہمیشہ خدمت کی شکل میں ملتا ہے۔ پھول کے بدلے پھول

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ کوئی غلط بات نہ ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے خیالاتی تصور کو درست رکھیں۔
پہلے ضرور دیں۔

جب آپ شو رنگ ریج پہنچتے ہیں تو آپ کو اپنی آنکھ لار گٹ پر رکھنی ہوتی ہے تاکہ درست نشا رنگ سکے۔ اگر آپ کا ذہن جھٹکتا ہے تو صرف ٹرانسنگر دبانے سے کام نہیں چلتا۔ شاف کہیں اور چلا جاتا ہے۔

اسی طرح جب کسی خواہش کا معاملہ ہو اور آپ کوئی چیز زندگی میں ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں تو اس خواہش پر پوری طرح نظر رکھیں۔ اسے فوکس میں رکھیں۔ نگاہ اسی پر رہے۔ پھر منظم طرح سے اپنی بہترین کوشش کریں۔ مارنگ رے نگاہ نہ ہٹائیں۔ دین ہو یا رات گئے وہیں جیم تک کہ منظم رہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ کسی چیز کی تصور ذہن میں ابھار لیں تو پھر کسی خوف، کسی فکر یا کسی الجھنے خطرے کو ذہن میں بالکل نہ لائیں ورنہ مایوسی کی فضا آپ کو فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دے گی۔
مقناطیس کے عمل کو دیکھیں۔ یہ لوہے کی اشیا کو اپنی سمت کھینچ لیتا ہے۔ اب اس مقناطیس کو ذرا دوڑاؤ، وہاں لوہے سے یہ کام نہیں کر سکتا۔

ہم کون سی بات اسے سنائیں۔
آپ کے ذہن کی تخلیقی قوت ہزار ہا تجربوں سے آپ کو دوچار کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس کا انحصار اس پر ہے کہ آپ اس میں کیا چیز بھرتے ہیں (خیالات اور افعال کے ذریعے) اپنی زندگی پر غور کریں۔ آپ نے بنائے کتنی چیزیں کی ہیں۔ اور بنائے کیا کچھ نہیں کیا ہے اور یہ سب کچھ اس لیے ہوا ہے کہ بعض کے لیے آپ نے کام کیا تھا اور بعض کے لیے نہیں کیا تھا۔
اس آکر بھی ہیں۔

آپ کون سا قانون اس پر ہے۔ ہم آئینگی اور تعاون کا۔ یا عمل اور رد عمل کا یا ارتقاء کا قانون؟ یا یہ سب چیزیں درک ہیں۔ ہم خواہ ان میں سے کسی کو بھی ردِ عمل لائیں۔ اس کے ذریعے دوسرے کو حرکت میں بہر حال لایا جاسکتا ہے۔

اے مالک کل میرے والدین پر
میں نے یہ بات پہلے بھی بتائی ہے کہ ہم سارے افراد انفرادی طور پر ایک عظیم دماغ کا حصہ ہیں اور ہم سب لوگ ایک دوسرے سے سخت شعوری سطح پر باہم مربوط ہیں۔ اور جب ہمارے خیالات کی ردی ہمارے ذہنوں سے مشابہ ذہنوں سے رابطہ قائم کرنے کے لیے حرکت میں آتی ہیں تو ہمارے یا الجھنے طریقے سے ہمیں اس کا جواب ضرور ملتا ہے۔

اسی طرح خدا کی دہی ہوئی تخلیقی قوت آپ کے اندر کام کرتی ہے۔ مرکوز کردہ اپنی نوچر ایک خیال پر۔
تخلیقی قوت فوراً ہی ایسے عناصری قوتوں کو کھینچنی شروع کر دے گی۔ اے موانع پیدا کرے گی کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

ایک کہیں مسٹر ڈبلیو کاسنیں۔ یہ تصویریری خانے کی تکنیک سے متعلق ہے۔
میں نے کس طرح اپنے فرض ادا کیے۔ میرا خیال تھا اس میں کئی برس لگ جائیں گے۔ میرے اچھے نہیں لکھتے تھے۔
ایک رقم کا تعین کیا کہ میں اسے ہر ماہ اپنی تنخواہ سے نکال دوں گا اور اس پر ثابت قدم رہوں گا۔ ہر ماہ میں یہ رقم تنخواہ سے نکالنے لگا۔
میرا تمام فرض اس طرح جلد ادا ہو گیا۔

اس کا کیا مطلب نکلا۔ یہی کہ حرف سوچنے سے کام نہیں چلتا۔ بلکہ اس کے لیے کچھ کرنا ضروری ہے۔ جب آدھی یہ سوچ لیتا ہے کہ وہ جو کچھ چاہتا ہے اسے حاصل کرنا ایسا مشکل نہیں تو اس کے اندر اعتماد پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ دشواریوں پر عبور حاصل کر لیتا ہے۔

میرا مشورہ ہے کہ آپ پہلے اپنی زندگی کا کوئی بے حد اہم مقصد ذہن میں سوچ لیں کہ سب سے پہلے مجھے یہ کام کرنا ہے۔ پھر یہ سوچیں کہ یہ کام ہو گیا ہے۔ اس کے بعد اپنی صلاحیتوں کو کام میں لائیں اور اسے حاصل کرنے کی ننگ و دو شروع کر دیں۔ آپ دیکھیں گے کہ آپ کی کوششیں شکل حاصل کرنے لگی ہیں۔ کام کی صورت نکلتے لگے گی۔
فرض کریں کہ آپ کا مسئلہ جہانی صحت سے متعلق ہے۔

اس سلسلے میں مسائل کا واقعہ سنیں۔
پہلے ہی سے مجھے ایسے کاموں سے شوق تھا جس کے بارے میں لوگ کہتے تھے کہ یہ ناممکن کام ہے میں نے سوچا کہ میں ایک پراسٹ ہونے کی اور میں بن گئی۔ سولہ برس کی عمر میں نہ بچوں کو پالنا سیکھا نہ لکھی۔ میں کبھی بیمار نہیں ہوئی تھی۔ شادی سے بعد مجھے پناہ چلائی کہ کسی بچے کی ماں نہیں بن سکتی، ڈاکٹر کی اس بات سے میں متفق نہ ہو سکتی۔

میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ خدا سے مجھے امید ہے وہ مجھے اولاد دے گا اور اگلے سال ہمارے ہاں ایک بچہ ہوگا۔ میرے شوہر نے آمین کہا۔

اگلے سال کے بعد ہمارے ہاں واقعی اولاد ہوئی کوئی مسئلہ بھی نہیں بنا۔ یہ بچہ البتہ بیمار تھا اور اس کی دیکھ بھال نے میری صحت گرا دی۔ بہتر رات بھر بیٹھے رہنے سے میری ریڑھ کی ہڈی متاثر ہوئی۔

اور ڈاکٹروں نے کہا کہ مجھے اسٹیل براس پہننی ہوگی۔ میں تقریباً مفلوج
تھی۔ اور چل پھر نہیں سکتی تھی۔

میں نے اپنے ذہن کو خود کو بالکل سیدھے چلتے دکھنا شروع
کیا اپنی اصل تصویر ابھاری۔ میں نے خود کو بچے کے ساتھ بھاگتے دیکھتے
ذہنی تصویر کے تحت دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ دن اور رات یہ
تصویر میرے ذہن میں ابھری رہتی تھی۔ پھر خدا کا کرنا یہ ہوا کہ میری حالت
بہتر ہونے لگی اور پھر ڈاکٹروں کو یہ بات مجھے جیسی لگی۔ وہ مجھے
دیکھنے آئے۔

میں اب بھی بستر پر ہی تھی۔ گو کہ کچھ کچھ ٹھیک ہو رہی تھی۔
مگر۔ میں اپنا عقیدہ کھو بیچی اور روسنے لگی۔ دعا کرنے لگی۔
ہمت نہ ہاروں۔

اور تب آپ انجمن کرس یا نہ کریں کہ فرشتہ جیسی شکل پر
اسے ابھری۔ (مگر اس وقت ہم بستر پر تھے) یہ تصویر
نحوہ میں غائب ہو گئی۔ مگر میرا دل پہل گیا۔

اور ہفتہ بھر کے اندر سب حیران ہو گئے۔ میں اٹھ کر دروازہ
تک چلنے لگی تھی۔ پھر میری حالت اور بخوبی۔ میں اب چلتی بھی
ہوں اور دوڑتی بھی۔ اور میرے ہاں کٹی بچے ہیں۔

یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ ارادے کی قوت بہت بڑی قوت

سزا کرنے اپنی تخلیقی قوتوں سے پورا پورا کام لیا تھا۔ حالانکہ
اس کے سامنے امید کی کرن تک نہ تھی۔ مگر وہ مایوس نہیں ہوئی
تھی۔ اور یہی وہ راز تھا جس نے اسے صحت بخش دی۔

اس نے ایک اور واقعہ بھی بتایا۔

جب میرا بچہ صرف چھ ماہ کا تھا۔ وہ بے حد بیمار ہوا۔
ڈاکٹروں نے کہا اس کا بچنا بہت مشکل ہے۔ میں نے فوراً اسے
تندرست حالت میں ذہنی آنکھ سے دیکھنا شروع کر دیا۔ دس روز
تک میں اس تصویر کو ذہن میں ابھارتی رہی اور آپ خواہ مانیں نہ
مانیں۔ معجزہ ہوا تھا۔ یہ بچہ اب بالکل تندرست حالت میں ہے۔
حالانکہ ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ شاید اس کا دماغ ناکارہ ہو جائے گا۔
کیونکہ اسے سخت بخار آئے تھے۔ کون کہتا ہے کہ معجزہ نہیں ہوتا؟

امین

معجزے ہوتے ہیں مگر اس کے لیے ذہن کو صحیح سمت میں لکھنا
ہوتا ہے۔ تاکہ خدائی قوتیں کام کر سکیں۔ اور وہی کچھ جو جو ہم چاہتے ہیں۔

مستر شرین لکھتے ہیں کہ ان کے پاس ایسے ہزاروں خطوط محفوظ
ہیں۔ بے شک یہ بڑا عجیب لکھنا ہے کہ صرف ذہنی تصویر کے سہارے
کسی بات کو کر لیا جائے۔ مگر سوچیں۔ جو جوں ہمارا ایمان بچتا ہوتا

جانتا ہے ویسے ویسے حالات بدلتے ہیں۔ یہ خطوط اس بات کے شاہد ہیں کہ کوئی بات ناممکن نہیں بشرطیکہ ہم اس کے لیے۔

شدت سے متقاضی ہوں۔

شدت سے اسے چاہیں۔

شدت کے ساتھ اس کے لیے اپنی بہترین کوشش کریں۔

مالیوس نہ ہوں۔

عقیدہ رکھیں۔

اور کام کرتے رہیں۔

کوئی بات ناممکن نہیں۔

ایہاں منہ لگا کر ایک خطا کر رہیں۔ ان کے ذہن نے تصویر بنا کر اپنے شوہر کو ایک مٹی اور اپنی لڑکی کو ایک مٹا دی ہے۔

میرے شوہر ایک ٹورگ چین میں اسٹاک منیجر تھے اگے کوئی ترقی نہ تھی۔ اس جگہ کہیں واسلے سنئے سنئے لوگ لگاتے رہے تھے۔

انہیں دنوں ان کی کمپنی میں ایک دوسری جگہ خالی ہوئی۔ یہ بہتر تھی۔

اور اس میں ترقی کے امکانات تھے۔ میں نے اپنے شوہر سے پوچھا

تم یہ جگہ چاہو گے؟۔ انہوں نے کہا۔ شایدیں اس کے لیے مناسب

قابلیت نہیں رکھتا۔ میں نے ان سے کہا کہ تم ذہن میں

اس جگہ کو حاصل کرنے کے لیے تصویر ابھارو۔ ان دنوں تین افراد

کے بارے میں سوچا جا رہا تھا۔ وہ اس شامل نہ تھے۔ میں نے خود

بھی سوچنا شروع کر دیا تھا کہ یہ جگہ انہیں مل رہی ہے اور پھر یہ جگہ انہیں مل گئی۔

اپنے ذہن میں مقصد کی واضح تصویر ابھاریں۔

یہ مقاصد تعمیری ہونے چاہیے۔

خوف کو اپنے اندر مت پیدا ہونے دیں۔

طے کر لیں کہ مناسب موقع پر آپ مناسب کارروائی کر لیں گے۔

جب دوسرے کر سکتے ہیں آپ کیوں نہیں کر سکتے۔

آپ کے اندر بھی خدا کی دہی ہوئی قوتیں ہیں۔

یاد رکھیں کہ مستقبل آپ کی سوچ اور آپ کے عمل سے بنتا

ہے۔

مرچو

کوئی ٹرین ڈرائیور کے بغیر نہیں چلتی۔ جہاز کے لیے ہائلٹ

ضرور ہوتا ہے۔ آپ کی زندگی کی گاڑی بھی خدائی قوت اور شہا سے

کے بغیر نہیں چلتی۔ یہ مدت سوچیں کہ اس کے بغیر ہی آپ صاب کچھ

کر لیتے ہیں۔ اکثر زندگی میں ایسے مواقع آتے ہیں جہاں کچھ کام نہیں دیتا۔

وہاں آپ کو پتا چلتا ہے۔ اب صرف خدا ہی آپ کی مدد کر سکتا

ہے۔ اور وہ کرتا ہے۔

داغ ہی وہ راہ لہے جو آپ کو خدا کے نزدیک کرتا ہے۔

دوسروں کے تجربوں پر نگاہ رکھتے ہوئے اس عقیدے میں
پختگی پیدا کریں۔

اس کام کے لیے مراقبہ ایک مشق ہے۔
دن میں متعدد بار خدا کو یاد کریں۔
آپ کی روح اس سے مطمئن ہوگی۔
آپ کا ذہن اس سے تازگی محسوس کرے گا۔

خدا کا ایک خاصہ ہمیشہ ہمارے اندر موجود رہتا ہے۔ محسوسات و احوال
خیالات کے عقب میں ایک طاقت کو جنم دیتے ہیں۔ اور احساسات
در اصل ایک "آفاقی زبان" ہے۔

احساسات الفاظ سے ماورا ہیں اور خدا کے لیے لفظوں کی
احتیاج نہیں۔ آواز کے بنا ہی وہ سب کچھ سمجھ لیتا ہے۔ آپ کے
مشلوں اور ضرورتوں سے وہ آگاہ ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے لیے
مزدوری ہے کہ آپ —

اپنے ذہن کو اس لائق بنالیں کہ وہ اس کے پیغام کو وصول کر
سکے۔

رات کو سونے سے قبل عبادت کریں۔ عالم استغراق میں چلے
جائیں۔ بستر پر لیٹ کر اپنے ذہن کے ننہا خانوں میں چلے جائیں اور

سوچیں کہ آپ اپنے ذہن سے باہر نکل گئے ہیں۔ ہر خیال کو ذہن سے

جھٹک دیں۔ اسی لمحے کے بارے میں مدت سے چاہت تھے کہ آپ ان مسائل سے ہٹ کر ابھر رہے ہیں۔

اور آپ خدا کے دربار میں پہنچ گئے ہیں۔ وہ آپ کو آپ کے
مسائل کا حل بتا دے گا۔

آپ کو صرف مشلوں کا حل ہی نہیں چاہیے۔

آپ کے ساتھ ایک عظیم ذہانت بھی ہے۔

روڈ نائز یاد کریں کہ آپ اکیلے نہیں ہیں۔

ایسا فارمولا جو مجھے زندگی کے معنوم سے آشنا کر سکے۔ اور زندہ رہنے کا سبب بھی بنے جس سے مجھے زندگی میں قیمتی کاموں کو کرنے کا اپہرٹ بھی فراہم ہو۔

پھر مجھ پر جیسے انگشتان ہوا کہ اس کے لیے مجھے کم از کم دس ہزار میل کا سفر کرنا ہو گا۔ میں نے طے کر لیا تھا کہ جہاں بھی جانا پڑے میں جاؤں گا۔ پھر مجھے ایک ایسے شخص سے ملنا ہوا جو روحانیت

کے بلند مراتب پر فائز تھا۔ ان کا نام تھا برو فیئر ٹکرمیو۔ لوگ انہیں **فلپائن آف لائٹ** کہتے ہیں۔ یہ ایک اعلیٰ درجہ کے سنگ تراش تھے۔ فلپائن کی روحانی مجلس کے صدر بھی ہیں۔

میں فلپائن گیا تھا تاکہ وہاں جو روحانی سرجری ہو رہی ہے اس

میں سے مل سکوں۔ میں نے ان پر ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ یہاں جو سطور لکھی ہیں وہ بہت بامعنی ہیں اس کوڑے میں سمندر ہے۔ ان خیالات پر آپ جس قدر سوچیں گے اسی قدر آپ کو ان سے فائدہ ہو گا۔ ان سطروں میں زندگی گزارنے کے سارے ہنر لکھے ہوئے ہیں۔ یہ سطور دنیا کے لیے بھی رہنما ہیں اور عاقبت کے لیے بھی۔

تو لیجئے فلاسفی آف لائف (یا زندگی کے فلسفے) کو دیکھیں۔ یہ ایک منشور ہے۔

زندگی کی گزشتہ کائنات

زندگی میں کامیاب رہنے کے کل **میرے والدین** اور اپنے مستقبل کو قبل از وقت بھانپنے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی اپنے اندر ایک فلسفیانہ نگاہ پیدا کرے جس پر آدمی کو یقین بھی ہو اور جسے وہ اپنی روزمرہ زندگی میں استعمال بھی کر سکے۔

چند غفلتوں میں ایسی فلاسفی آسان کام نہیں۔ تاہم مشر مشر من سے کوشش کی ہے اور واقعی تھوڑے غفلتوں میں یہ فلاسفی خوب کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے ایک واضح تصور تلاش کرنے کی کوشش کی — ایک

عمل ہے۔
سوچ کے لیے۔
روپے کے لیے۔



مرچو

اے مالکِ کُل میرے والدین پر رحم
خدا۔ ہمارا تخلیق کار ہے۔
فطرت میری ماں ہے۔
انسانیت میرا باپ ہے۔
ابھیری سلطنت ہے۔
جاویدانی میری زندگی ہے۔
دماغ میرا گھر ہے۔
پہنائی میری عبادت ہے۔
محبت میرا قانون ہے۔
جسم میرا تشنگان ہے۔

منیر میرا رہنما ہے۔

امن میری پناہ گاہ۔

بحرِ میری تربیت گاہ ہے۔

رکاوٹیں میرا سبق ہیں۔

دشواریاں میری درسکش ہیں۔

خوشی میرا نغمہ ہے۔

دکھ میری نصیحت ہے۔

کام میرے لیے نعمت ہے۔

رکاوٹیں میری اصلاح ہیں۔

دوست میرا ساتھی ہے۔

دشمن میرا استاد ہے۔

ہمسایہ میرا بھائی ہے۔

جدوجہد میرا وسیلہ ہے۔

”مستقبل“ میرے لیے ”وعدہ“ ہے۔

اعتدال میرا توازن ہے۔

”تنظیم“ میرا جادہ ہے۔

خوشحورتی میرے لیے آئیڈیل ہے۔

تمکبیل میرا مقدر ہے۔

مِرْچُو

اے مالِ کُل میرے والدین پر رحم فرما ----- آمین